REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲ — شمارہ ۱۵

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائب ایڈیٹر:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک :-
بذریعہ ہوائی ڈاک :- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک :- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۲ شوال ۱۴۱۳ ہجری — ۱۵ شہادت ۱۳۷۲ ہش — ۱۵ اپریل ۱۹۹۳ء

نیکیوں کا آخری درجہ

کلمات طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآءِ ذِی الۡقُرۡبٰی (پارہ ۱۴ رکوع ۱۹) یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تمام بنی نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو۔ جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں۔ کیونکہ احسان میں ایک خودنمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے۔ اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے۔ لیکن جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خودنمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو۔ اور یہ آیت نہ صرف مخلوق سے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے۔ خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا۔ اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور خدا سے ایتاء ذی القربیٰ یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کی طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوشِ محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔" (کشتی نوح صفحہ ۶۹)

اخبارِ احمدیہ

تم اگر اپنی طاقتوں کو خدا کی نمائندگی میں سجدہ ریز کرو گے تو تم سے عظیم الشان کام سرانجام پائیں گے

نظامِ جماعت کی حفاظت کرو اور وہ لوگ جو نظامِ جماعت کے باغی ہیں ان سے منہ موڑ لو!

اپنے اندر تواضع اور انکسار پیدا کرو اور اطاعت کے جذبہ کو فروغ دو!!

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن ۱۰ اپریل (ایم۔ ٹی۔ اے): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

قَالَ یٰۤاِبۡلِیۡسُ مَا مَنَعَکَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسۡتَکۡبَرۡتَ اَمۡ کُنۡتَ مِنَ الۡعَالِیۡنَ ۝ قَالَ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ ؕ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ ۝ قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡہَا فَاِنَّکَ رَجِیۡمٌ ۚۖ وَّاِنَّ عَلَیۡکَ لَعۡنَتِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝

(سورۃ ص آیت ۷۶ تا ۷۹)

پھر فرمایا:-

نظام جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب دنیا میں دور دور کی جماعتوں میں نہ صرف یہ کہ نافذ ہو رہا ہے بلکہ مستحکم ہوتا چلا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ احباب جماعت کا تعلق خلافت کے ساتھ دن بدن واضح اور مضبوط ہو رہا ہے۔ ذیلی تنظیمیں بھی اخلاص کے ساتھ آگے آ رہی ہیں۔ چنانچہ آج ہی ایک عرب ملک میں لجنہ اماء اللہ (احمدی مستورات کی تنظیم) کا سالانہ اجتماع ہو رہا ہے۔ اسی طرح افریقہ کے ملک گیمبیا میں ان کا سالانہ اجتماع ہے۔ حضور نے فرمایا ان ہر دو نے خواہش کی ہے کہ آج کے جمعہ میں انہیں بھی کچھ مخاطب کر کے کہوں۔ چنانچہ ان ہر دو اجتماعات کو اور عموماً تمام دنیا کو مخاطب کر کے میرا یہ خطبہ جمعہ ہے۔

حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نظام جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ بہت سے ایسے خطرناک عوامل لگے ہوئے ہیں جو نظام کو مستحکم ہوتا دیکھ نہیں سکتے۔ اور دن رات اس فکر میں رہتے ہیں کہ یہ نظام کسی طرح اکھڑ جائے اور یہ پودا جنت سے نکالا جائے۔

حضور نے فرمایا نظام جماعت دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی نمائندگی کرتا ہے اور انہی ہاتھوں سے خلیفہ بنایا جاتا ہے۔ اور اسی خلیفہ کو ہم نبی اللہ یا رسول اللہ کہتے ہیں جو براہ راست اللہ کے ہاتھوں سے بنتا ہے اور پھر آگے وہ نظام جاری ہوتا ہے جو خدا کے ہاتھوں کی نمائندگی میں چلتا ہے یہ مضمون ہے جو آپ اچھی طرح سمجھ لیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج اسلام کو سب سے بڑا خطرہ نظام کے خلاف سر اٹھانے والوں سے ہے۔ اور اسی تعلق میں مذکورہ آیاتِ قرآنیہ کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا کہ اے ابلیس! کس بات نے تجھ کو منع کر دیا کہ تو اس کی اطاعت کرے جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ یعنی اپنی کامل طاقتوں سے اسے بنایا ہے۔ کیا تو تکبر کا شکار ہو گیا یا تو ویسے ہی اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ پڑا ہے۔ ابلیس نے اس کے جواب میں کہا میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا تو اس حالت سے نکل جا کیونکہ تو دھتکارا ہوا اور راندھا ہوا ہے۔ قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡہَا میں اللہ نے فرمایا کہ اے ابلیس! چونکہ تو اطاعت کی حد سے نکل گیا ہے اس لئے آگ کی تمام مثبت صفات سے جو فائدہ پہنچانے والی ہیں تجھے نکالا جاتا ہے۔ اور تو آگ کی تمام منفی صفات کا حقدار ہو گا۔ جو تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہے۔ یعنی آگ کی وہ صفات جو اسے بنی نوع انسان کی اطاعت سے حاصل ہوتی ہیں یعنی ہر طرح کی توانائی، تو ان سے محروم ہو گا۔ اور آگ کی وہ صفات جن کا اطاعت سے نکل جانے اور بغاوت سے تعلق ہے اور جن کے نتیجہ میں وہ ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے تجھے حاصل ہوں گی۔ تب شیطان نے کہا کہ مجھے رخصت دی جائے۔ اس پر اللہ نے اسے قیامت تک کے لئے مہلت دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا کہ ہاں تجھے مہلت دوں گا، نہ صرف مہلت بلکہ تجھے یہ بھی کہتا ہوں کہ بے شک ہر طرح کی طاقت لے کر حملہ آور ہو لیکن میرے بندوں پر تجھے غلبہ نصیب نہیں ہو گا۔ لیکن وہ جن کے اندر پہلے ہی انانیت موجود ہے وہ ضرور تیری بات مان لیں گے۔ وہ تیرے بندے ہی جائیں گے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بدر بورڈ قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۵ شہادت ۱۳۷۲ ہش

یورپ میں بڑھتی ہوئی نسلی و مذہبی انتہا پسندی

یورپ کی انتہا پسندی اگرچہ جنگِ عظیم دوم کے بعد ہی کھل کر منظرِ عام پر آچکی تھی لیکن چونکہ یہ بظاہر پچھڑی ہوئی قوموں کو ترقی یافتہ بنانے کے بہانوں میں اور انسان کی مصنوعی ہمدردی کے خوبصورت پردوں میں لپٹی ہوئی تھی اس لئے ہر خاص و عام کے لئے اس کا سمجھنا مشکل رہا ہے۔

جنگِ عظیم دوم کے بعد اس انتہا پسندی کا آغاز اسرائیل کی حکومت کے قیام سے شروع ہوا جبکہ دنیا کی متفرق آبادیوں میں بسنے والے یہودیوں کو ہمدردیٔ انسانیت کے نام پر عربوں کی سرزمین میں لاکر بٹھا دیا گیا۔ شاید ایسی دھاندلی اس دنیا نے نہ کبھی پہلے دیکھی اور نہ کبھی بعد میں انسانیت کے ساتھ ایسی ہمدردی دکھائی جانے کی توقع ہے۔ مشرق و مغرب اور جنوب و شمال میں بسنے والے یہودیوں کو نہ صرف ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا گیا بلکہ بھرپور طاقت کا خزانہ بنا دیا گیا۔ انتہا پسندی کی اس کارروائی کے پیچھے مقصد صرف یہ تھا کہ عرب ممالک جو تیل کی دولت سے مالا مال ہیں اپنی قومی زندگی اسرائیل کے اس بھوت سے ڈر کر گذاریں۔ ان کے قومی بجٹ کا اکثر حصہ دفاعی اخراجات پر ہی صرف ہو۔ اور پھر نہ صرف یہ کہ وہ دیگر یورپین ممالک کی طرف ترچھی نظروں سے نہ دیکھیں بلکہ ہو سکے تو ایسی حکمتِ عملی اپنائی جائے کہ آپس میں ہی برسرِ پیکار رہیں۔ یورپ کی یہ سیاسی انتہا پسندانہ حکمتِ عملی وقت کے ساتھ ساتھ نہایت کامیابی کے ساتھ ابھر کر سامنے آتی رہی ہے۔ لیکن اس کا وسیع تجرباتی ٹیسٹ عراق کے خلاف امریکہ و یورپ کے ۲۸ ممالک کی دہشت گردی کے وقت خوب اچھی طرح ہو گیا جبکہ نہ صرف ان ممالک نے عربوں اور دیگر اسلامی ممالک کو عراق کی ہمدردی سے بالکل الگ تھلگ کر دیا بلکہ اسرائیل کے خلاف ان کی بجھی ہوئی غیرت کا مظاہرہ بھی خوب کھل کر سامنے آگیا۔ بظاہر یورپ کے ممالک اس وقت تو بالکل مطمئن ہیں کہ صرف ایک ملک اسرائیل کو عربوں کے سینہ پر بٹھا کر وہ اسے اس قدر طاقتور بنا چکے ہیں کہ اول تو وہ آپس میں ہی برسرِ پیکار رہیں گے۔ لیکن اگر کسی وقت ان میں بعض متحد ہوئے بھی تو اسرائیل اپنی بقا کی خاطر خود ہی ان سے نمٹ لے گا۔ اور اس ترکیب سے یورپ نے اپنے خیال میں گویا ماضی میں مسلمانوں کی توسیع پسندی اور یورپ پر ان کے غلبہ کا بدلہ لے لیا ہے۔

دوسری شدید قسم کی نسلی و مذہبی انتہا پسندی وہ ہے جس سے اس وقت یورپ کے مہاجرین دوچار ہیں۔ حالانکہ یہ مہاجرین جنگِ عظیم دوم کے بعد خود اہلِ یورپ کے بلانے پر ان کے ممالک کی تعمیرِ نو کی خاطر گئے تھے۔ اور نہ صرف انہوں نے اپنا خون پسینہ بہایا تھا بلکہ جنگ کے بعد یورپ کی تعمیرِ نو میں یورپین لوگوں سے بڑھ کر حصہ لیا تھا۔ ان میں کئی ایشیائی اور افریقی ممالک کے محنت کش شامل ہیں۔ آج وہ ایک عرصہ سے یورپ کے ممالک میں رہتے ہوئے نہ صرف وہاں کے شہری بن چکے ہیں بلکہ اپنے وجود کو وہاں کی تہذیب و تمدن کا حصہ بنا چکے ہیں۔ لیکن ان غریبوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ شروع میں محنت کے لئے بلائے جانے والے ان محنت کشوں کو ان دنوں یورپ میں کئی جگہوں پر تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اب کثرت سے یورپین ممالک میں ایسی تنظیمیں بن چکی ہیں جو ان ایشیائیوں اور افریقنوں کو اپنے ممالک میں برداشت نہیں کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک غیر جانبدار تنظیم کی سروے رپورٹ کے مطابق ان دنوں صرف لنڈن میں رہنے والے چار لاکھ اسی ہزار اقلیتی خاندانوں میں سے کم از کم دس فیصد کو کسی نہ کسی شکل میں نسلی حملوں کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ ۷ فیصد کو فون پر قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ کئی ایسے بھی ہیں جو ڈر کی وجہ سے پولیس میں اپنی رپورٹ بھی درج نہیں کراتے۔ اس رپورٹ کا ذکر کرتے ہوئے نسلی یکسانیت کمیشن کے کمشنر نے کہا کہ ان اعداد و شمار نے برطانیہ کے ترقی یافتہ سماج کو بری طرح بے نقاب کر دیا ہے۔ ایسی صورتِ حال صرف برطانیہ میں ہی نہیں بلکہ جرمنی، فرانس اور دیگر یورپی ممالک میں بسنے والے اقلیتی طبقہ کے لوگ اسی صورتِ حال کا شکار ہیں۔ اور یہی حالت ان دنوں امریکہ کی بھی ہے۔ جہاں امریکہ کے کالے لوگ ان دنوں وقتاً فوقتاً شدید قسم کے نسلی فسادات سے دوچار رہتے ہیں۔ امریکہ کی تاریخ تو دراصل نسلی انتہا پسندی کے اعتبار سے نہایت خوفناک رنگ میں انسانی خون سے رنگی ہوئی ہے۔ جبکہ سترہویں صدی عیسوی کے آغاز میں امریکہ کے دریافت ہوتے ہی گوروں نے امریکہ پہنچ کر وہاں کے قدیمی ریڈ انڈین باشندوں کو منصوبہ بند طریقے سے نیست و نابود کر دیا یہاں تک کہ اب کم ہی ان کا نشان ملتا ہے۔ اور پھر افریقن ممالک پر قبضہ کرکے کثرت سے سیاہ فام افریقن کو یہاں لاکر بے بس غلاموں کی حیثیت میں جانوروں کی طرح نہایت بے دردی سے کام لیا گیا۔ اور اب جبکہ ان سیاہ فام امریکنوں نے ایک لمبی جدوجہد کے بعد ایک حد تک اپنے وجود کو امریکہ میں تسلیم کروا لیا ہے وہ پھر بھی دن رات گوری اکثریت کی انتہا پسندی اور ظلم و ستم کا شکار رہتے ہیں۔ اور ایسی انتہا پسندی دن بدن نہ صرف امریکہ میں بلکہ یورپ کے اکثر ممالک میں بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

بات یہاں تک ہو تو ایک لحاظ سے مانی جا سکتی ہے کہ ایک ملک کے اکثریتی باشندے دوسرے ممالک سے آنے والے اقلیتی باشندوں کو جبکہ وہ خود بے روزگاری جیسی مصیبتوں کا شکار ہوں برداشت نہیں کرتے حالانکہ اس اعتبار سے پھر بھی وہ ضرور مجرم ہیں کہ عرصۂ دراز سے ان کے ملک میں خون پسینہ بہانے والے اور ملک کی تعمیرِ نو میں حصہ لینے والے تسلیم شدہ شہریوں کو وہ ظلم و ستم کا نشانہ بناتے ہیں۔ لیکن اب اس دہشت گردی کی المناک کہانی تو اس بات سے بھی بہت آگے بڑھ چکی ہے۔ اب حالت اس حد تک ابتر ہو چکی ہے کہ وہ معصوم لوگ جو یورپ کے ممالک کے ہی باشندے ہیں لیکن جو مذہبی اعتبار سے مختلف ہیں صرف مذہب کے فرق کے نتیجہ میں ان پر ظلم و ستم ڈھایا جا رہا ہے۔ گویا اس بات کو پیش کیا جا رہا ہے کہ یورپ مذہبی اعتبار سے صرف اور صرف عیسائیوں کی جاگیر ہے۔ بوسنیا جو سابق یوگوسلاویہ کی ایک ایسی ریاست ہے جہاں پورے یورپ میں کثرت سے مسلمان پائے جاتے ہیں۔ آج ان بے بس اور معصوم بوسنین مسلمانوں کی نسل کشی کی جا رہی ہے۔ اور جیسا کہ گزشتہ گفتگو میں ہم بتا چکے ہیں کہ عام خیال ہے کہ آئندہ ظالم سربوں کا دوسرا نشانہ یوگوسلاویہ کے زیرِ تسلط کوسووہ شہر ہے۔

یہ حقیقت حیرتناک ہونے کے ساتھ ساتھ ہیبت ناک بھی ہے کہ اقوامِ متحدہ کا عالمی ادارہ جسے دنیا میں امن و سلامتی اور قوموں میں باہم اتحاد و اتفاق کے قیام کے لئے جامۂ وجود پہنایا گیا تھا آج اس پر انہی یورپ کے ممالک اور ان کے حلیف امریکہ کی چھاپ ہے۔ اور آج اس ادارہ سے بھی وہی آواز نکلتی ہے جس پر یورپ اور امریکہ کی مہر لگی ہوئی ہو۔ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

احمدی چل! ہر طرف اسلام کی تبلیغ کر!

لاج رکھ لینا الٰہی کوششِ تنظیم کی
مَیں نے کچھ مصرعے چُنے ہیں محفل سجانے کے لئے

رات دن خوشیاں منانا ہے زمانے کے لئے
عید بھی آتی ہے میرا دل دُکھانے کے لئے

دجل ہے دجّال ہے۔ یاجوج ہے ماجوج ہے
رات دن کوشاں ہیں سب حق کو مٹانے کے لئے

دانت مُونہہ میں ہیں ہمیں پورا چبانے کے لئے
بے ضرر دو دانت باہر ہیں دکھانے کے لئے

ہر طرف صیّاد نے ہر جا بچھا رکھے ہیں جال
بلبلیں کیونکر اُڑیں اب آب و دانے کے لئے

ہائے مُسلم کیا ہُوا۔ کیوں جاگنے پاتا نہیں؟
ہر طرف طوفان اُٹھتے ہیں جگانے کے لئے

ہر طرف مکر و فساد و افترا ہے موجزن
آندھیاں ہیں یہ ہمیں اونچا اُڑانے کے لئے

احمدی چل! ہر طرف اسلام کی تبلیغ کر!
ہے تیرا ناصر خدا۔ تم کو اُٹھانے کے لئے

آیتِ لَاتَقْنَطُوْا مت بھول تو مت بھول تو
اُس کی رحمت آئے گی حق کو بڑھانے کے لئے

"آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج"
ابتلا تو آرہے ہیں آزمانے کے لئے

○

طالبِ دُعا:۔ چوہدری عنایت اللہ احمدی حال لنڈن۔ سابق مبلغ مشرقی افریقہ۔

خطبہ جمعہ

دنیا میں جتنی بھی ذمہ داریاں ہم کو سونپی جاتی ہیں بحیثیت امین کے سونپی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان امانتوں کا حساب لیگا

اگر جماعت کے عہدیداران حقیقتاً امین بن جائیں تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ انقلاب جو دو سو سال کے بعد دکھائی دے رہا ہے وہ ہماری زندگیوں میں آسکتا ہے

جب تک ہر شخص خلیفہ نہ بنے وہ جو خلیفہ کے طور پر چنا جاتا ہے اس کی تائید ہو ہی نہیں سکتی

ہر عہدیدار کو اس خیال سے محنت کرنی چاہیئے کہ کوئی دن مجھ پر ایسا نہ گزرے کہ میں اس ذمہ داری کے کسی حصہ کو ادا نہ کر رہا ہوں

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷؍نبوت (نومبر) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لنڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲۸ کی تلاوت فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ○

بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خیانت سے متعلق خطبات کا جو سلسلہ چل رہا ہے اس میں گزشتہ جمعہ پر میں نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یہ حدیث سنائی تھی کہ سب سے زیادہ بدنصیب اور

سب سے زیادہ قابلِ گرفت

خیانت کرنے والا وہ ہے جس کو امیر بنایا جائے اور وہ اپنی امارت کے معاملہ میں خیانت کرے۔ یہ بہت ہی بڑا وعید اور بہت ہی بڑی تنبیہ ہے۔ میں نے گزشتہ خطبہ میں اس سے متعلق ذکر کیا تھا کہ دنیا کے حکمران بھی دنیا کے معاملات میں امیر بنائے جاتے ہیں اور قطعاً اس بات سے بے خبر ہیں کہ وہ مالک نہیں ہیں بلکہ امین ہیں اور مالک صرف خدا ہے اس کے سوا اور کوئی ذات مالک نہیں۔ دنیا میں جتنی بھی ذمہ داریاں ہم کو سونپی جاتی ہیں بحیثیت امین کے سونپی جاتی ہیں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا دینی ہوں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یعنی روزِ جزا کو ان سب امانتوں کا حساب لے گا۔ یہ مضمون ہے جو قرآن کریم نے بار بار کھول کر پیش فرمایا اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بھی مختلف رنگ میں اس کی اہمیت ذہنوں اور دلوں پر واضح فرمائی۔

جہاں تک دنیا کے معاملات کا تعلق ہے میں گزشتہ خطبہ میں امیر سے متعلق کچھ گفتگو کر چکا ہوں اگرچہ یہ مضمون بہت وسیع ہے اور تھوڑے وقت میں اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ پھر اور بھی بہت سی باتیں مجھے کہنی ہیں اس لئے اب میں اس کے دوسرے حصے کی طرف توجہ مبذول کرتا ہوں یعنی

دینی معاملات میں امانت

دینی معاملات میں سب سے زیادہ ذمہ داری تو انبیاء کی ہوتی ہے۔ کیونکہ انہیں خدا تعالیٰ خود منتخب فرماتا ہے اور براہ راست منتخب فرماتا ہے اس لحاظ سے انبیاء کی ساری زندگی ڈرتے ڈرتے گزرتی ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ نبی سب سے زیادہ متقی ہیں تو اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ ہر وقت سب سے زیادہ خدا کے خوف میں زندگی بسر کرنے والے ہیں۔ چنانچہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (سورۃ الحجرات آیت ۱۴) کی آیت کی روشنی میں جب ہم اس مضمون کو دیکھتے ہیں تو مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ عزت اس کو بخشی جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ متقی تھا۔ پس تقویٰ کی ایک حالت عہدہ سے پہلے بھی پائی جاتی ہے اور اس حالت کو مدنظر رکھ کر عہدہ دیا جاتا ہے اور ایک حالت عہدے کے بعد پیدا ہوتی ہے اور وہ حالت خوف کی حالت ہے کہ جس عہدہ کو میرے سپرد فرمایا گیا ہے کیا میں اس کا حق ادا کر سکتا ہوں یا نہیں۔ دوسرے درجہ پر خلفاء کی ذمہ داری ہے جو انبیاء کے بعد اس ذمہ داری کا بوجھ اٹھاتے ہیں کہ جو کام انبیاء نے کرنے تھے ان کو جاری رکھیں اور ان پر نظر رکھیں۔ ان کا انتخاب براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا مگر اس جماعت کے وسیلے سے ہوتا ہے جس جماعت کو خدا تعالیٰ کے نبی تیار کرتے ہیں اور ان کو امانت دار بنا کر اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ پس امانت کی بہت ہی بڑی اہمیت ہے جب تک وہ جماعت امین رہے گی جس کو خدا کے قائم کردہ خلیفہ نے خود تربیت دے کر امین بنایا تھا اس وقت تک ان کا انتخاب بھی بہتر سے بہتر ہوتا چلا جائے گا اور اتقاکم کا مضمون خلافت پر جاری و ساری رہے گا لیکن اگر اس جماعت کے تقویٰ میں فرق پڑ جائے تو لازماً اس کا اثر ان کے انتخاب پر بھی اثر انداز ہوگا اور دراصل خلیفہ اور جماعت ایک دوسرے کا آئینہ بن جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے تقویٰ کی تصویر ہوتے ہیں اور یہ ایک ایسا مسلسل جاری و ساری رابطہ ہے کہ اس میں کسی وقت بھی کوئی رخنہ نہیں ہوتا۔ اس پہلو سے جماعت کا فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے لئے دعائیں کرتی رہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ امانتدار رکھے اور امانتوں کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے اور ہمیشہ خلیفہ کا یہ کام رہے گا کہ ہمیشہ جماعت کو امانتوں کی طرف متوجہ کرتا رہے اور ایسا نظام قائم کرے اور ایسے نظام کی حفاظت کرے جس نظام میں صرف امین ہی پنپ سکتا ہے اور غیر امین کو اس میں جا کوئی نہ رہے پس یہی کوشش ہے جو ہمیشہ خلفائے جماعت احمدیہ کرتے رہے اور اسی کوشش کا یہ ایک سلسلہ ہے جو میں خیانت اور اس کے مقابل پر امانت سے متعلق جماعت کو مختلف پہلوؤں سے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

تیسرے درجہ پر وہ امراء ہیں جن کے سپرد جماعت میں کوئی ذمہ داری کی جاتی ہے۔ جہاں تک امراء کا تعلق ہے ان کی حیثیت دو طرح سے ہے ایک حیثیت وہ ہے جس میں اس علاقہ کے عوام نے اس

خیال سے ان کو منتخب کیا کہ وہ امین ہیں اور ایک اس لحاظ سے کہ اس انتخاب پر خلیفہ وقت نے صاد کر دیا پس اگرچہ خدا تعالیٰ کے تقرر کے لحاظ سے واسطہ در واسطہ پڑ چکا لیکن جس خلیفہ کو عملاً خدا نے منتخب فرمایا اس کا بھی صاد ہو گیا اور انہی عوام کا صاد بھی ہو گیا جن کے نمائندوں نے پہلے خلیفہ چنا تھا اس لئے امارت کو بھی ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور امیر پر امانت کا جو بوجھ ڈالا جاتا ہے وہ بڑا مقدس بوجھ ہے اور ہمیشہ اسی تقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے امراء کو اپنے فرائض سر انجام دینے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔

بعض دفعہ بعض جاہل علاقوں میں عہدوں کو براہ راست عزت کا ذریعہ سمجھا جانے لگتا ہے اور جس طرح سیاست میں کسی منصب کو عزت کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح ان جماعتی اور دینی عہدوں کو بھی بعض لوگ عزت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور عزت کے حصول کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور عزت کے حصول کی خاطر عہدے سنبھالتے ہیں اور اس کے پیچھے بعض دفعہ ان کے خاندان کے ان کے تعلق والوں کے جتھے بن جاتے ہیں اگرچہ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلسل اس بات پر نگاہ رہتی ہے کہ کسی قسم کا کوئی پروپیگنڈا عہدوں کے انتخاب کے وقت نہ ہو لیکن بعض دفعہ بغیر پروپیگنڈے یعنی ایسے پروپیگنڈے کے بغیر بھی جو ذمہ دار عہدیداران کو سنائی دے عملاً پروپیگنڈے کا رنگ ہوتا ہے بعض برادریاں بعض عہدوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں بعض دوستوں کے جتھے بعض عہدوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بظاہر ایک ایسے شخص کو امین بنایا جاتا ہے جس کو خدا کی جماعت نے منتخب کیا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جہاں نیتیں بگڑ جائیں وہاں وہ انتخاب خواہ جماعت کا ہو خواہ اس پر خلیفۂ وقت صاد کر دے اُسے خدا کی تائید حاصل نہیں رہتی پس۔ یہاں پہنچ کر مضمون ایک اور فضا میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر عہدیدار جس کو جماعت نے چنا اور جس پر خلیفۂ وقت نے صاد کیا وہ عہدیدار ضرور تائید یافتہ ہے اور ضرور امین ہو گا جہاں تک خلیفۂ وقت کا تعلق ہے اس مضمون پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت عمدہ روشنی ڈالی جب یہ سوال اٹھایا گیا کہ ایک خلیفہ بھی تو غلطی کر سکتا ہے اور بھی کچھ باتیں اس زمانے میں کی گئیں جو دراصل اہل پیغام کی طرف سے ایک مخفی پروپیگنڈے کی صورت میں جاری وساری تھیں اور سوسائٹی میں چہ میگوئیاں کی جا رہی تھیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ نے اس مضمون پر جو خطبات دئیے ان میں اس حصے پر بھی روشنی ڈالی آپ نے فرمایا: دیکھو! میں خدا کو جوابدہ ہوں اور تم لوگ مجھے جوابدہ ہو جب میرے علم میں تمہاری غلطی آتی ہے تو میں پکڑوں گا اور یہ نہ سمجھو کہ میں کسی پکڑ سے بالا ہوں جب خدا نے یہ سمجھا کہ میں اس لائق نہیں رہا تو مجھے اُٹھا سکتا ہے پس خدا کا عزل دنیا سے واپس بلا لینا ہے نہ کہ اس دنیا میں کسی کو اختیار دینا کہ وہ خلیفہ وقت کو منصب سے ہٹا دے پس جہاں خدا تعالیٰ کی پکڑ ہے وہاں اور بھی بہت سے امور ہیں جو کار فرما ہیں۔ خدا تعالیٰ ضروری نہیں کہ ہر غلطی پر ایسی پکڑ کرے کہ اس کے نزدیک ایسے شخص کا بلانا ضروری ہو جائے نہ یہ مطلب ہے کہ ہر خلیفۂ وقت جس کی موت واقع ہو اس نے کوئی غلطی کی تھی جو اللہ تعالیٰ نے واپس بلا لیا اس لئے یہاں غلطی سے اس مضمون میں اپنے دماغ میں الجھنیں پیدا نہ کر دیں ہر شخص نے مرنا ہے۔ موت غلطی کی علامت نہیں ہے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاول جو مضمون بیان فرما رہے ہیں وہ یہ ہے کہ تم کسی خلیفہ کو معزول نہیں کر سکتے۔ صرف خدا ہے جو معزول کر سکتا ہے اور خدا کا عزل یہ ہے کہ وہ اس کو واپس بلانے کا فیصلہ کرے گا۔ میرے یہ معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے کہ کیوں بلایا گیا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی نظر صرف کمزوریوں پر نہیں ہوتی۔ بعض دوسرے پہلوؤں پر بھی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ وہ مہلت بھی دیتا ہے۔ اور بخشش کا سلوک بھی فرماتا ہے اس لئے نہ بلانے کا بھی یہ مطلب نہیں بنتا کہ وہ شخص غلطی سے پاک ہے۔ غلطیاں ہو سکتی ہیں اور استغفار کا مضمون بھی جاری رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر جہاں کمزوریوں پر پڑتی ہے۔ وہاں بعض خوبیوں پر بھی پڑتی ہے ان کے امتزاج کے نتیجہ میں کچھ فیصلے ہو رہے ہوتے ہیں اور کچھ بخشش اور سچی توبہ کے نتیجہ میں بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر بن رہی ہوتی ہے یا کسی کے خلاف بگڑ رہی ہوتی ہے۔

یہ مضامین وہ ہیں جن کا ملأ اعلیٰ سے تعلق ہے بندے اور اللہ کے درمیان جو قصے چلتے ہیں جو رشتے بنتے یا بگڑتے ہیں ان پر انسان کی نظر نہیں پڑ سکتی اس لئے اس کو خدا تعالیٰ پر ہی رہنے دینا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر توکل رکھنا چاہیئے کہ جو بھی فیصلہ ہو گا وہ درست ہو گا۔ لیکن جہاں بندوں کے رشتے آپس میں بن جائیں وہاں بہت سی باتیں کھل کر سامنے آ جاتی ہیں۔ بعض دفعہ بخشش کا ایک معاملہ سامنے آتا ہے لیکن انسان بے اختیار ہوتا ہے کیونکہ جس سے بخشش کی توقع ہے وہ امین ہے مالک نہیں ہے پس اس پہلو سے جماعت میں عہدیداروں سے میرا جو تعلق ہے۔ اس میں بعض دفعہ مجھے سختی کرنی پڑتی ہے تو اس سختی سے بھی درگذر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ میری بے اختیاری کی علامت ہے میرے دل کی سختی کی علامت نہیں۔ وہ بے اختیاری یہ ہے کہ میں مالک نہیں ہوں امین ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ ان کو جس حد تک میں سمجھتا ہوں اور جس طرح وہ ادا ہونی چاہئیں اسی طرح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں غلطیاں ہیں تو خدا کی پکڑ کے نیچے ہوں اور اسی سے معافی کا طلبگار ہوں درست فیصلے ہیں تو خدا ہی کی خاطر ہیں اس لئے جہاں تک جماعت کے زاویے سے دیکھنے کا تعلق ہے اس کو

خلیفۂ وقت پر اعتماد رکھنا چاہیئے

اور توکل رکھنا چاہیئے کہ وہ خدا کی طرف سے اس حد تک ضرور حفاظت یافتہ ہے۔ کہ کوئی ایسی بڑی غلطیاں نہیں کرے گا جنہیں خدا درست نہ فرما دے یا جن کا جماعت کو نقصان پہنچے۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر خدا تعالیٰ پر بھی اس کا حرف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مہلت دی ہوئی ہے اور اپنی حفاظت کے تابع رکھتے ہوئے خدمت کا موقع دیا ہے اس سے ایسی غلطیاں نہیں ہونے دیتا جو اس کے نظام کو بگاڑ دیں۔ پس ایسے وہ وقت ہے جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روشنی ڈالی کہ اگر خدانخواستہ ایسا خطرہ ہو تو خدا تعالیٰ جب چاہے اس کو واپس بلا سکتا ہے مگر جماعت کو خلافت کی چھتری کے نیچے یہ حفاظت ضرور ہے کہ ایسی غلطیاں جو عارضی یا معمولی نوعیت کی ہوں جن سے نظام کے بگڑنے کا خدشہ نہ ہو ایسی غلطیوں سے اللہ تعالیٰ چاہے تو درگذر فرمائے لیکن ایسی غلطیاں جو نظام کو بگاڑنے کا خطرہ رکھتی ہوں ان کی یا تو خدا تعالیٰ اصلاح فرما دے گا اور خود اس شخص کو سمجھا دے گا جس سے غلطی ہوئی اور وہ اپنے غلط فعل کو کالعدم کر دے گا یا پھر اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ فرمائے کہ وہ اس امانت کا مزید اہل نہیں رہا تو ایسے شخص کو واپس بلا سکتا ہے مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا امارتوں اور دیگر عہدیداروں کی نگرانی میں میں چونکہ مالک نہیں ہوں۔ یا کوئی بھی خلیفہ مالک نہیں ہے اس لئے اُس کے اختیارات محدود ہیں اور اپنی محدود اختیارات کے تابع وہ فیصلے کرتا ہے لیکن اس کے یعنی خلیفہ وقت کے سامنے جوابدہ سب ہیں جو ان کی جواب طلبی کرتا ہے جس طرح وہ ہر لمحہ خدا کے سامنے جوابدہ رہتا ہے۔ جماعت خلیفہ وقت کے سامنے جوابدہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے جو امانت خلیفہ وقت کے سپرد فرمائی ہے وہ آگے مختلف دائروں میں جماعت کے مختلف عہدیداروں کے سپرد کی جاتی ہے اور ان سے جو جواب طلبی ہے وہ دو انسانوں کے درمیان ہے اور اس میں محدود علم کی بناء پر کئی لوگ بچ جاتے ہیں اور محدود علم کی بناء پر کئی لوگ سزا پاتے ہیں جبکہ ہو سکتا ہے کہ وہ سزا کے مستحق نہ ہوں تو انسانی معاملات میں اس قسم کی غلطیوں کی گنجائش رہتی ہے مگر نگرانی ضروری ہے اور اسی نگرانی کی طرف میں آج آپ کو اس لئے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جب یہ

فرمایا کہ امین اگر خیانت کرے تو اس کی خیانت سب سے زیادہ خطرناک خیانت ہے اور اُس سے سب سے زیادہ باز پرس ہو گی۔ پس جماعت میں جتنے امیر ہیں وہ بھی اس حدیث کے تابع ہیں اور جتنے دوسرے عہدیدار ہیں جو اُمراء کے تابع ہیں وہ بھی اسی حدیث کے تابع ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دوسرے فرمودات سے پتہ چلتا ہے کہ اس مضمون کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ انسانی زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے کوئی ایک بھی ایسا پہلو نہیں جو اس سے بچ گیا ہو۔ چھوٹے سے چھوٹا عہدیدار بھی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اس فرمان کے تابع اپنی زندگی گزارتا ہے کہ وہ امین بنایا گیا ہے اور اس لحاظ سے امانت کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔

جماعت کو جب میں بعض ہدایتیں دیتا ہوں نصیحتیں کرتا ہوں تو اُن نصیحتوں کو سُننے کے بعد اُن پر کیسے عمل کیا جاتا ہے۔ یہ عمل کا انداز ہر شخص کی امانت کا آئینہ بن جاتا ہے۔ بہت سے اُمراء ہیں جب وہ ایک نصیحت کو سُنتے ہیں تو وہ اس کو اپنی جماعت میں جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں (یہاں نصیحت سے مراد نظامِ جماعت کے تعلق میں نصیحتیں ہیں) اور پوری دیانتداری سے وہ چاہتے ہیں کہ اس ہدایت کا حق ادا ہو جائے۔ بعض ایسے ہیں جو سُنتے ہیں لیکن غفلت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پوری توجہ نہیں کرتے اور بعض ایسے ہیں جو کچھ دیر توجہ کرتے ہیں اور اس کے بعد چھوڑ دیتے ہیں۔ مختلف حالتوں میں جماعت پائی جاتی ہے۔ امرِ واقعہ ہے کہ اگر ساری جماعت کے تمام عہدیداران اس حد تک امین بن جائیں جس حد تک اللہ تعالےٰ امانت کا تصور ہمارے سامنے پیش فرماتا ہے اور امانت کے مضمون کو قرآن اور احادیث کھول رہے ہیں اور اس حد تک امین بن جائیں جس حد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاک نمونے سے ہمیں امانت کا مضمون سمجھ آتا ہے تو دنیا میں اس دور میں جماعت احمدیہ کی ترقی سینکڑوں گنا زیادہ تیز رفتار سے ہو سکتی ہے وہ انقلاب جو صدیوں دُور دکھائی دیتے ہیں وہ ہمیں دروازے پر کھڑے دکھائی دینے لگیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ

زیادہ سے زیادہ عہدیدار امین بنیں

اس پہلو سے امانت کی ذمہ داری بہت بڑی ہے اور اس پہلو سے ہماری امانت دراصل تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھتی ہے اگر ہم جماعت کے عہدیداران (جن پر کسی پہلو سے کوئی ذمہ داری ڈالی گئی ہے حقیقتاً امین بن جائیں) تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ انقلاب جو دو سو سال کے بعد دکھائی دے رہا ہے وہ دیکھتے دیکھتے ہماری زندگیوں کے محدود دائرے میں ہی آسکتا ہے۔ پس تمام بنی نوع انسان جو اس روحانی انقلاب سے پہلے مر جاتے ہیں وہ ساری نسلیں جو دنیا میں ضائع ہو جاتی ہیں ان کی امانت کا گویا ہم نے حق ادا نہ کیا پس یہ وہ اہم پہلو ہے جس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میں بعض ایسی باتوں کا اعادہ کرتا ہوں جن کو میں بار بار بیان کر چکا ہوں اور اب میں دوبارہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ آپ امانت کا حق ادا کریں۔ سفروں کے دوران جب جماعتوں سے ملتا ہوں اور دوست وہاں اپنے بعض مہمانوں کو بھی لے کر آتے ہیں ان سے ملاقاتیں ہوتی ہیں تبلیغ کی باتیں ہوتی ہیں۔ دنیا کے دیگر مسائل پر گفتگو ہوتی ہے تو بہت سے ایسے نمونے دکھائی دیتے ہیں کہ جن سے ساتھ ساتھ جماعت کا نقشہ بھی سامنے اُبھرتا رہتا ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی پتہ چلتا چلا جاتا ہے کہ کس جماعت میں کون امیر کتنا ذمہ دار ہے کون سے عہدیدار اپنے کام کی طرف توجہ کر رہے ہیں کون سے غافل ہیں اور یہ مضمون کسی کوشش کے بغیر خود بخود نظروں کے سامنے اس طرح اُبھرتا ہے جیسے کوئی منظر آنکھوں کے سامنے آجائے اور بغیر کسی خاص کوشش کے اس منظر کے مختلف پہلو ان حصوں میں نمایاں ہوتے ہیں جہاں اُن کو ہونا چاہیئے۔ جب آپ سیر کرتے ہوئے کسی منظر پر نگاہ ڈالتے ہیں تو دو ہی چیزیں ہیں جو آپ کی نظر کو پکڑتی ہیں ورنہ بعض اتنے وسیع مناظر ہیں کہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اس کے ہر حصے پر آپ نظر کو ٹکائیں اور پھر غور کریں کہ یہاں کیا ہے اور وہاں کیا ہے لیکن دو حصے ہیں جو فوراً آنکھ پر خود بخود روشن ہو جاتے ہیں۔ ایک حُسن کا حصہ ہے اور ایک بدزیبی بدصورتی کا حصہ ہے منظر میں جہاں کہیں کوئی بدصورتی ہو گی وہ ایک دم آنکھوں کے سامنے آئے گی جہاں کوئی غیر معمولی حُسن پایا جائے گا وہ ایک دم آنکھوں کے سامنے آئے گا۔ پس جماعتوں کو دیکھتے ہوئے بھی اس قسم کے تجربے ہوتے ہیں کہ خود بخود جماعت کے حُسن بھی کُھل کر آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور خود بخود جماعت کی کمزوریاں بھی بڑی واضح طور پر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں جن کمزوریوں کی طرف میں توجہ دلانے لگا ہوں یہ اکثر جماعتوں میں موجود ہیں اور بہت کم ایسی جماعتیں ہیں جو ان کمزوریوں سے پاک صاف ہیں۔ ان کمزوریوں کا تعلق عہدیداروں کی امانت سے ہے مثلاً جب میں سفر کرتا ہوں یا کرتا رہا ہوں تو ایک چیز خصوصیت کے ساتھ میرے سامنے آتی ہے کہ جماعت نے اشاعت کے سلسلہ میں جو خدمات سر انجام دی ہیں ان خدمات کو نہ جماعت کے سامنے [illegible] کی سچی کوشش کی گئی ہے نہ غیروں کے سامنے لانے کی سچی کوشش کی گئی ہے دُنیا کی جماعتوں کو شاید یہ علم نہیں کہ گزشتہ آٹھ سال میں جو ہجرت کے آٹھ سال یہاں گزرے ہیں اس کثرت سے اتنی زبانوں میں لٹریچر شائع ہوا ہے کہ جماعت کے گزشتہ سو سال میں اس کثرت سے دُنیا کی زبانوں میں لٹریچر شائع نہیں ہوا تھا۔ یہ میں نعوذ باللہ گزشتہ سو سال پر فضیلت کے رنگ میں بیان نہیں کر رہا۔ لٹریچر کی بنیاد تو وہی ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے اور بعد میں آپ کے خلفاء نے رکھی اور سلسلے کے بزرگوں نے کام کئے لیکن وہ ذرائع مہیا نہیں تھے جن ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے ساری دُنیا میں مختلف زبانوں میں احمدیت کا پیغام اور قرآن اور سُنت کا پیغام پہنچایا جا سکتا ہو۔ خدا تعالےٰ نے ہجرت کے انعام کے طور پر ہمیں وہ ذرائع مہیا فرمائے اور اس کثرت سے جماعت کا لٹریچر دنیا کی مختلف زبانوں میں طبع ہوا ہے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی بلکہ گزشتہ سو سال میں سارے تمام اسلام کی کوششوں سے مختلف زبانوں میں اتنا لٹریچر شائع نہیں ہوا جتنا خدا کے فضل سے چند سالوں میں جماعت احمدیہ کو شائع کرنے کی توفیق ملی ہے مگر آج کے اس دور میں جس دور میں کہ لٹریچر تیار ہو رہا ہے اگر احمدیوں کو بھی پورا علم نہ ہو کہ کیا ہے اور جہاں تک غیروں کا تعلق ہے جن سے اس لٹریچر کا تعلق ہے ان تک رہ نہ پہنچے تو اس لٹریچر کی اشاعت کا کیا فائدہ؟ اس سلسلہ میں

سب سے بڑی غفلت

اس سیکرٹری کی ہے جس کے سپرد اشاعت کا کام ہے جب بھی مجھے موقعہ ملا ہے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ سیکرٹریوں کو پتہ ہی نہیں کہ ان کا کام کیا ہے ایک TEST جو میں آپ سب اُمراء کے سامنے رکھتا ہوں جو دُنیا میں اس وقت میری آواز سُن رہے ہیں یا بعد میں سُنیں گے یا پڑھیں گے کہ وہ کسی وقت اپنے سیکرٹری اشاعت کو بُلا کر اس سے پہلے کہ وہ تیاری کر لے موجودہ حالت کا اندازہ کرنے کی کوشش کریں تو ان پر بات کُھل جائے گی۔ ان سے وہ پوچھیں کہ بتاؤ جماعت کا کون کونسا لٹریچر کن کن زبانوں میں شائع ہوا ہے تمہارے پاس اس کی کوئی فہرست ہے، کوئی علم ہے کہ کیا ہے اور تمہارے پاس وہ کتنا ہے اور کہاں ہے کتنے رسائل شائع ہوتے ہیں۔ کتنا لٹریچر ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور بزرگانِ سلسلہ کی کتب سے تعلق رکھتا ہے اس کے تراجم کس کس زبان میں ہیں اور اُن کو جماعت میں اور غیروں میں رائج کرنے کے لئے تم نے کیا کوشش کی ہے۔ کیا تمہیں پتہ ہے کہ یہاں ہمارے ملک میں کتنی زبانیں بولنے والے موجود

ہیں۔ کبھی تم نے یہ سوچا ہے کہ اگر آج میرے پاس کوئی احمدی آئے اور کہے کہ مجھے بوسنیا کا ایک نمائندہ ملا ہے۔ میں اس کو کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں تو میں کیا پیش کروں گا کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ اگر کوئی آکر یہ کہے کہ اٹلی کا ایک باشندہ میرا دوست بنا ہے مجھے بتاؤ میں اس کو کیا دوں۔ کبھی تم نے غور کیا ہے کہ کوئی شخص اگر تمہارے پاس آئے کہ میں کوریا کے ایک دوست کو لے کر آیا ہوں اس کو پیش کرنے کے لئے بتائیے آپ کے پاس کیا ہے۔ غرضیکہ دنیا کی بڑی بڑی قومیں اور بڑی بڑی مختلف زبانیں ایسی ہیں جن کو تبلیغ کے سلسلہ میں استعمال کرنا ضروری ہے ورنہ زبانوں کے بغیر آپ کس طرح پیغام پہنچا سکتے ہیں اور ان زبانوں میں اگر بول چال کی اہلیت نہیں ہے تو کم سے کم تحریر ہی پیش کر سکیں اگر گفتگو نہیں ہے تو تحریراً بہت سی باتیں ہو جاتی ہیں۔ کئی بیچارے گونگے ہیں جو بول نہیں سکتے لیکن لکھنا سیکھ لیتے ہیں تو زبان نہیں تو تحریر ہی سہی۔ لیکن تبلیغ کا کام ہونا بہر حال ضروری ہے۔ پیغام پہنچانا ضروری ہے۔ **مگر اکثر لٹریچر ایسا ہے جن کے متعلق سیکرٹری اشاعت کو پتہ** ہی نہیں۔ وہ ہے کیا! کہاں پڑا ہوا ہے؟ اور کب سے آیا ہوا ہے۔ کس نے چھپوایا تھا۔ اس کی جو قیمت ہم نے دینی ہے وہ دی بھی ہے کہ نہیں جب چھ مہینے سال کے بعد دو تین دفعہ امراء کو لکھا جاتا ہے تو پھر اطلاع ملتی ہے کہ اتنا لٹریچر ہمیں ملا تھا۔ فروخت اتنا ہوا باقی اتنا پڑا ہوا ہے لیکن یہ بھی نہیں پتہ کہ کہاں پڑا ہوتا ہے۔ جب ایک چیز کسی کے سپرد کی جاتی ہے تو اس کے مختلف پہلو ہیں جو اس کے ذہن میں فوراً ابھرنے چاہئیں۔ مثلاً ایک شخص جس کو اشاعت کا سیکرٹری بنایا جاتا ہے اس کو فوری طور پر یہ پتہ کرنا چاہیئے کہ کتنی کتابیں ہیں جن کا میں ذمہ دار ہوں کتنے رسائل ہیں جن کا میں ذمہ دار ہوں۔ وہ جگہ میرے پاس کون سی ہیں جہاں میں ان کو رکھوں گا۔ کس سلیقے سے مجھے ان کو ترتیب دینا چاہیئے یہ سوچ آتے ہی وہ سب سے پہلے تو ان کاموں میں مصروف ہو جائے گا۔ ایک شخص کو سیکرٹری اشاعت بنایا ہے۔ اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ اس کا ایک مہینہ بھر ان محنتوں میں لگ جائے وہ معلوم کرے کہ نہ کوئی الگ کمرہ ہے۔ جہاں اس کا سٹاک رکھا جا سکتا ہے۔ نہ کتابوں کو خوبصورتی کے ساتھ دکھانے کا کوئی انتظام موجود ہے۔ نہ کوئی سٹاک رجسٹر ہے جس میں درج ہو کہ یہ کتابیں کب کہاں سے آئی تھیں اور ہم نے ان کی قیمت کسی کو ادا کرنی بھی ہے کہ نہیں۔ نہ اس کو یہ پتہ ہو کہ ان کتابوں کو آگے شائع کرنے کا طریق کیا ہے۔ بہت وسیع کام ہے لیکن اکثر سیکرٹری اشاعت بالکل غافل ہیں ان کو کوئی علم ہی نہیں اور نہ امراء ان کو اس طرح بلا کر ان کی جواب طلبی کرتے ہیں۔ نہ اُن سے وہ پوچھتے ہیں تو اس لحاظ سے امیر بھی اپنی امانت کا حق ادا نہیں کرتا۔

مَیں نے جو ایک مثال رکھی ہے اس کو اور زیادہ آگے بڑھا کر دکھاتا ہوں پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ جماعت میں کتنے کام ہیں جو ہونے والے ہیں اور ایک ایک کام کو جب آپ نظر کے سامنے رکھتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ دُنیا میں ایسی جماعت سے تعلق رکھنا کتنی بڑی ذمہ داری ہے جسے قرآن کریم نے آخرین قرار دیا۔ جسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیغام کو تمام دُنیا میں دوسرے ادیان پر غالب کرنا ہے

یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے

یہی وہ مضمون ہے جس کے پیشِ نظر خدا تعالیٰ نے سارے مسلمانوں کو بحیثیت ایک جماعت کے خلیفہ قرار دیا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں جو آیتِ استخلاف ہے اس میں مضمون اسی طرح شروع فرمایا ہے کہ گویا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تمام وہ ساتھی جن کو آپ پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں وہ سارے ہی خلیفہ ہیں کیونکہ جب تک ہر شخص خلیفہ نہ بنے وہ جو خلیفہ کے طور پر چنا جاتا ہے اس کی تائید ہو ہی نہیں سکتی ناممکن ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں بحیثیت خلیفہ ادا کر سکے جب تک ہر فرد بشر جو اس کے ساتھ کام کرنے والا ہے وہ اپنی ذات میں، اپنے محدود دائرے میں ایک خلیفہ کی طرح اس کا مؤید اور معاون بنے اور اس کی نصرت کرنے والا ہو جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک کوئی خلیفہ کامیاب نہیں ہو سکتا اسی لئے قرآن کریم نے کیسی پیاری دُعا ہمیں سکھائی ہے کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان: آیت ۷۵) یہ دُعا کیا کرو کہ اے خدا! ہمیں متقیوں کا امام بنا جب تک جماعت متقیوں کی جماعت نہ بن جائے اس وقت تک امامت کا معیار بلند نہیں ہو سکتا۔ امامت کا گہرا تعلق متقیوں سے ہے اور اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ تمام نبیوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں تو یہ بات لازماً تبھی سچی ہو سکتی ہے اگر آپ کے ساتھی، وہ صحابہ جن کی آپ نے تربیت کی ہے، وہ دوسرے انبیاء کے تربیت یافتہ لوگوں سے تمام دُنیا میں زیادہ بہتر ہوں۔ ان سے افضل ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سب سے زیادہ متقی اپنے پیچھے چھوڑے تھے۔ **اگر آپ اسی بات پر غور کریں تو شیعہ مسلک کا فساد آپ کے سامنے کھل جاتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمام دُنیا کے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہو لیکن آپ متقیوں کے امام نہ ہوں بلکہ نعوذ باللہ من ذٰلک منافقین کی اکثریت کے امام ہوں جو منافقین کا امام ہے وہ متقیوں کے اماموں کا امام کیسے بن سکتا ہے پس اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں اگر شیعہ اس بات پر ہی غور کریں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم متقیوں کے آئمہ میں سب سے بلند مرتبہ رکھنے والے امام تھے اور جب تک، تقویٰ کے لحاظ سے آپ کے متبعین کا معیار تمام دنیا کے انبیاء کے متبعین کے معیار سے بلند نہ مانا جائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا معیارِ امامت بلند نہیں ہو سکتا پس یہی مضمون ہے جو آگے خلافت میں جاری ہے اور جاری رہے گا۔ متقیوں کی جماعت کی ضرورت ہے۔ ایسی جماعت کی ضرورت ہے جس میں ہر فرد بشر ایک خلیفہ کی طرح اپنی ذمہ داریاں اپنے دائرہ کار میں ادا کرنے کا شعور رکھتا ہو۔ یہ احساس رکھے کہ ہمیں نے بہر حال یہ ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اس معیار کو جتنا بلند کرتے چلے جائیں گے اتنا اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ ہم اپنے مقاصد کو حاصل کر سکیں گے اور وہ مقاصد یہی ہیں کہ اسلام کو دُنیا میں نافذ کیا جائے۔ اسلام کی تمام خوبیوں کو اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ انسانوں کی زندگیوں میں ڈھال دیا جائے۔

جب ہم غلبہ کہتے ہیں تو مراد یہ نہیں ہے کہ کسی جگہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ اس غلبے کے تو کوئی بھی معنیٰ نہیں غلبے سے مُراد یہ ہے کہ

اللہ کی حکومت دلوں پر قائم ہو

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حکومت ہمارے اعمال اور ہمارے کردار پر قائم ہو جائے۔ ہم عرشِ الٰہی بن جائیں ہم پر خدا حکومت کرے۔ ان معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب آپ اپنی ذمہ داریوں پر غور کریں گے تو آپ کو محسوس ہو گا کہ کتنا بڑا کام ہے جو کرنے والا ہے اور ابھی باقی ہے

اب مَیں واپس اشاعت کے مضمون کی طرف آتا ہوں اگر سیکرٹری اشاعت نے کام کرنا ہے تو اُسے آغاز ہی سے اپنی ذمہ داریوں کی ہر تفصیل کو سمجھنا ہو گا اور اگر وہ سمجھے تو اس کے نتیجہ میں اس سوسائٹی میں جس سوسائٹی میں وہ جماعت ہے جہاں کے سیکرٹری اشاعت کو ہم بطور مثال سامنے رکھتے ہیں۔ لٹریچر کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کی ذمہ داری بھی اسی کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ بھی جائزہ لے گا کہ فلاں فلاں سوسائٹی تک ہمیں پہنچنا ہے اور ہمارے پاس اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے پس مرکز کو یہ لکھتے رہنا کہ ہماری یہ ضرورتیں اب تک ہمیں نہیں پہنچیں یہ بھی سیکرٹری اشاعت کا کام ہے اس کا یہ بھی کام ہے کہ دنیا کے ذرائع کو استعمال کر کے جہاں جہاں کتابیں بیچنے کے ایسے نظام قائم ہیں کہ جس طرح باقاعدہ نہریں بہتی ہوں اس طرح بعض بڑے بڑے اتنے نظام ہیں جن میں آپ ایک طرف کتابیں ڈالیں تو وہ آخر ان کھیتوں تک

پہنچتی ہیں جو پڑھنے والوں کے کیمپ ہیں اور بڑی حفاظت کے ساتھ یہ نظام چلتا ہے۔ کوئی قطرہ ضائع نہیں ہوتا تو جماعت کی کتابوں کو ایسی نہروں میں ڈال دینا جو بالآخر اس نظام کے تابع پڑھنے والوں تک خود بخود پہنچیں گی یہ بھی سیکرٹری اشاعت کا کام ہے اس کے لئے اس کو بڑی محنت کرنی چاہیئے دروازے کھٹکھٹانے چاہئیں ایک چھوٹے سے کام کے لئے جو لوگ اپنی ذات کے لئے ایجنسیاں لیتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ اس ایجنسی کو شائع اور مشتہر کرنے کے لئے کتنی محنت کرنی پڑتی ہے ایک صاحب سے میری دو تین دن ہوئے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا فلاں ایک کام ہو سکتا ہے اس نے کہا: ہاں جی! میں کروں گا میں نے کہا کس طرح کریں گے۔ بتائیے انہوں نے کہا جی! میں سب کے فون نمبر لوں گا جہاں جہاں بھی اس چیز کی ضرورت پیش آسکتی ہے فونوں پر ان سے بات کروں گا ان کے پتے لوں گا ان کو اطلاع کروں گا کہ میرے پاس یہ چیز آگئی ہے آپ کو ضرورت ہے آپ بتائیے کون سا سہولت کا وقت ہے جب میں آپ کے پاس حاضر ہو سکتا ہوں۔ اگر پھر جواب نہ آئے تو میں گھر گھر جا کر دروازے کھٹکھٹاؤں گا اور ان کو بتاؤں گا اب وہ شخص نظام جماعت کے لحاظ سے میں نہیں جانتا کس حد تک باشعور ہے اور بیدار مغز ہے لیکن جہاں اپنائیت پائی جائے وہاں انسان کی بہترین صلاحیتیں خود بخود جاگ اٹھتی ہیں اور ہر وہ طریقہ جو انسان کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اختیار کر سکتا ہے وہ نظر کے سامنے آجاتا ہے تو یہ طریقے بغیر کسی کوشش کے اچانک ان کے سامنے آگئے اور میں بہت خوش تھا۔ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے اگر آپ یہ کریں گے تو انشاء اللہ آپ ناکام نہیں ہونگے ہم نے تو کتنے دروازے کھٹکھٹانے ہیں وہ دروازے جو انہوں نے سوچا تھا کہ میں کھٹکھٹاؤں گا وہ تو چند تھے ہم نے تو لاکھوں کروڑوں دروازے کھٹکھٹانے ہیں اور صرف دروازے کھٹکھٹا کر وہیں پیغام کو ختم نہیں کر دینا ان دلوں تک پہنچنا ہے جن دلوں کو جگانے کے لئے ہم دروازے کھٹکھٹا رہے ہیں۔ جب تک دروازوں کے کھٹکنے کی آواز ان کے دلوں کو بے چین نہ کر دے اس وقت تک ہمارے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے تو اس پہلو سے ہم پھر جب سیکرٹری اشاعت کے کام کی طرف آتے ہیں۔ تو وہ یہ سوچے گا کہ میں نے کتنے لوگوں کو پیغام پہنچانا ہے ان کی زبانوں میں میرے پاس کیا کچھ ہے۔ جو ہے وہ میں ایسے ذرائع اختیار کر کے ان تک پہنچانے کی کوشش بھی کر رہا ہوں کہ نہیں۔ جن ذرائع سے نسبتاً جلدی بات ان تک پہنچ سکتی ہے۔ جماعت کے وسائل کم ہیں اگر ہم اپنے وسیلوں پر ہی بیٹھے رہیں اگر میں صرف ان احمدیوں پر ہی انحصار کروں جو مجھ سے آکر لٹریچر لے جاتے ہیں تو کتنوں تک پہنچے گا۔ بعض ملک ایسے ہیں کہ کروڑوں کی آبادی میں سینکڑوں سے زیادہ احمدی نہیں تو جتنی ذمہ داری بڑھتی جائے اتنی بے چینی بڑھتی جاتی ہے اسی بے چینی کے نتیجہ میں پھر دماغ بیدار ہوتا ہے اور انسان ترکیبیں سوچتا ہے۔ سوچتے سوچتے سوتا ہے بعض دفعہ پھر اللہ تعالیٰ سوچنے والوں کو خوابوں میں بھی اس کے مسائل کا حل بتا دیتا ہے اور انہی باتوں میں مگن پھر وہ اٹھتا بھی ہے تو ایک قسم کا ساری زندگی کا جنون سا بن جاتا ہے اور حقیقت میں جنون کے بغیر کام نہیں ہوا کرتے تمام انبیاء کو مجنون کہا گیا ہے۔ آخر یہ اتفاق کیسے ہو گیا اگر یہ محض گالی ہوتی تو کسی کو دے دی جاتی کسی کو نہ دی جاتی سب انبیاء میں کوئی قدر مشترک ہے جس کے نتیجہ میں ان کے دشمن انہیں مجنون کہتے ہیں وہ کام کا جنون ہے لگن ہے۔ پاگل کر دینے والی لگن ہے انسان دن رات اس میں مصروف ہو جاتا ہے۔ یہ وہ لگن ہے جو ہمیں انبیاء سے ورثہ میں پانی ہوگی جس کے بغیر ہم اپنے فرائض کو سرانجام نہیں دے سکتے پس جماعتی عہدے تو یہ ہیں اب سوچیئے کہ کتنے بیوقوف اور بدنصیب بیچارے وہ لوگ ہیں جو جماعتی عہدوں کو اپنی عزتوں کے لئے لیبل سمجھتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں وہ بہت بڑے خائن ہیں وہ نظام جماعت کو برباد کرنے والے لوگ ہیں اس نیت سے جو ووٹ دیتا ہے وہ بھی مارا گیا اور اس نیت سے ووٹ جس کو ملتے ہیں وہ بھی بے چارہ بدنصیب ہے کیونکہ غیر متقیوں کا امام بنایا گیا ہے۔ پس امانت کے حق ادا کریں ہر پہلو سے نظر رکھتے ہوئے۔ ہر قطرے پر نظر رکھنی ہوگی ایک کڑوا قطرہ بھی ہماری جماعت میں باقی نہ رہے اگر اس کی کڑواہٹ دور نہیں ہوتی تو بہتر ہے کہ وہ ہم سے الگ ہو جائے مگر

اس جماعت کو تو حوضِ کوثر بنانا ہوگا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو قیامت کے بعد یعنی آخرت میں جو حوضِ کوثر عطا ہونا ہے وہ حوضِ کوثر اس دنیا میں بن رہا ہے وہ حوضِ کوثر آپ کے غلاموں نے بنایا ہے اور آپ کے غلام بناتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ تقویٰ جو دلوں سے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشقوں اور غلاموں کے دلوں سے نچوڑا جائے گا وہ تقویٰ جو اس حوضِ کوثر کا پانی ہے وہی ہے جو آئندہ ہمیشہ کے لئے بنی نوع انسان کو یعنی آپ کے غلاموں کو سیراب کرتا رہے گا۔ پس اس پہلو سے اپنی ذات اپنے وجود کا شعور حاصل کریں۔ آپ کون ہیں۔ کیا ہیں آپ پر کیا ذمہ داریاں ہیں اور جتنی ذمہ داریاں ڈالی جاتی ہیں ان کے امین بننے کی کوشش کریں اور تقویٰ کی روح پیدا کریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بہت ہی عمدہ، بڑی وسعت کے ساتھ اور گہرائی اور لطافت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے آپ کا جو اقتباس اس سلسلہ میں میں لایا ہوں اب تو اس کے پڑھنے کا وقت نہیں۔ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں وہ میں آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن سر دست میں اسی مضمون کے دوسرے پہلو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پس ایک

سیکرٹری اشاعت کب حقیقت میں سیکرٹری اشاعت بننے کا اہل ہوگا

جب وہ اپنے کام کو آغاز سے لیکر انجام تک اس طرح اٹھائے گا جیسے سب سے زیادہ اہم ذاتی ذمہ داری کوئی انسان اٹھاتا ہے اس کو چاہیئے وہ فوراً اپنے لٹریچر کا جائزہ لے مرکز سے معلوم کرے کہ کوئی ایسی چیز تو نہیں جو وہاں موجود ہو لیکن ہمارے پاس نہ آئی ہو جائزہ لے کہ کون کونسی زبانیں ہیں جن میں خلا ہے یہ جائزہ لے کہ جنکو کتابیں دی گئی ہیں معلوم کرے کہ ان کی مزید ضرورتیں کیا ہیں ایسا تو نہیں کہ جماعت لٹریچر کسی اور خیال میں شائع کر رہی ہے اور پڑھنے والے کے خیالات اور ہیں جماعت کچھ اور دے رہی ہے اور طلب کچھ اور ہے۔ غرضیکہ بہت تفصیل اور گہرائی کے ساتھ لٹریچر کو شائع بھی کرنا چاہیئے اور پھر اس کے ردّ عمل کو معلوم کرنا چاہیئے۔ اور پھر اس کو آگے جماعت میں رائج کرنا چاہیئے۔ ایک رسالہ التقوٰی ہے جو جماعت کی طرف سے عربی زبان میں شائع کیا جاتا ہے۔ ایک وقت تھا جب اسے دو تین ہزار کی تعداد میں شائع کیا جاتا تھا۔ لیکن چونکہ اکثر سیکرٹری اشاعت نے کبھی دلچسپی نہیں لی کہ کن کے پاس گیا کیا نتیجہ نکلا کوئی فائدہ ہوا یا نہیں ہوا ان کو اس بات کا پتہ ہی نہیں نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے ایسے رسائل تھے جن کے متعلق ہمیں کبھی سمجھ نہیں آئی کہ کیا فائدہ ہوا کیا نہیں ہوا کبھی ان کی طرف سے رقم موصول نہیں ہوئی جب جماعت سے پوچھا گیا کہ بتائیے! آپ کے کہنے پر ہم نے ۲۰۰ یا ۵۰۰ یا ہزار رسالے جاری کئے تھے تو کیا بنا تو پھر امیر صاحب کو فکر پیدا ہوتی ہے پھر مجلس عاملہ میں معاملہ پیش ہوتا ہے۔ پھر بتایا جاتا ہے کہ ہمارے پاس تو دینے کے لئے پیسے کوئی نہیں۔ بہتر ہے آپ رسالے بند ہی کریں رسالے تو بند کر دیئے جاتے ہیں لیکن اس چشمے کے منہ پر کون بیٹھا ہے کس نے اس پانی کو آگے جاری رہنے سے روک دیا ہے اس طرف خیال نہیں آتا امر واقعہ یہ ہے کہ اگر سیکرٹری اشاعت ذمہ دار ہوتا اور امیر اس کی نگرانی رکھتا تو ہفتہ دس دن میں ایک دفعہ تو اس سے ملاقات رکھتا اس سے معلوم کرتا کہ بتاؤ کون کون سے مرکزی رسائل یا مقامی رسائل کتنے لوگوں کو بھجوائے جا رہے ہیں کبھی تم نے ان سے رابطہ کیا ہے کہ وہ ان رسائل کو پسند بھی کرتے ہیں کہ نہیں۔ کبھی معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ کون ہیں جو محض مفت وصول کرنے کی حد تک خریدار نہیں بنے ہوئے بلکہ پیسے ادا کرنے کی حد تک خریدار بننے کے لئے بھی تیار ہیں اور ان کو پھر لکھ کر معلوم کر کے ان سے رقم وصول کی جائے۔ کبھی تم نے خیال کیا ہے کہ ایک سال گزرنے

کرے جماعت نے ابھی تک اس مرکزی شعبے کو رقم ادا نہیں کی جس کو رسالے جاری کرنے کی ہدایت کی جا چکی ہے۔ یہ تمام امور اگر ایک رسالے کے تعلق میں پیش نظر رکھے جائیں تو چند دن کی محنت کے بعد خدا کے فضل سے بہت عمدہ خطوط پر رسالوں کا یہ نظام جاری رہ سکتا ہے۔ (التقوی) ہے۔ ریویو آف ریلیجنز ہے۔ اسی طرح ہر ملک کے اپنے مقامی رسائل ہیں جن سے دنیا کو یا کم از کم ان ملکوں کے رہنے والوں کو خصوصیت سے فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے لیکن ان کی اشاعت کے لئے کوئی فکر مند نہیں کوئی سمجھتا نہیں کہ یہ میری ذمہ داری ہے۔ پس جس کو سیکرٹری اشاعت بنایا جاتا ہے اس کا دل لرزنا چاہئیے کہ مجھ پر کیا مصیبت (مصیبت تو خیر ہیں اور معنوں میں کہہ رہا ہوں یعنی جہاں تک اس کی ذات کا احساس ہے اس کو یہی لگے گا کہ کوئی مصیبت) آ پڑی ہے سر پر ایک پہاڑ ٹوٹ گیا ہے اور پھر اس پہاڑ کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے اس کو دعائیں کرنی ہونگی اس کو توجہ کرنی ہوگی حتی المقدور کوشش کرنی ہوگی یہ

بوجھ دو طریق پر ہلکا ہوتا ہے۔

اول: یہ کہ حوصلے کے ساتھ، صبر کے ساتھ انسان اس کوشش میں لگ جائے کہ کام خواہ کتنا بڑا ہو میں نے ہی کرنا ہے اور تھوڑا تھوڑا کرے کر حسب توفیق اس کام کو کرنا شروع کرے۔ ہر روز انسان اگر کچھ کام کر کے سوئے۔ کچھ ذمہ داریاں ادا کر کے سوئے تو اللہ تعالے کی طرف سے ایک طمانیت نصیب ہوتی ہے جو بعینہ ایک تھکے ہوئے مزدور کو آتی ہے وہ ایک عیاش امیر کو نہیں آسکتی جس کو پتہ ہی نہیں کہ بدن تھکتا کیسے ہے۔ کیسے محنت کی جاتی ہے۔ جو روٹی کا مزہ ایک بھوکے کو آتا ہے وہ ایک ایسے عیاش کو کیسے آ سکتا ہے جس نے اپنے معدہ کا ٹھونس ٹھونس کر ستیاناس کیا ہوا ہے کوئی طلب نہیں لیکن اس کو چورنیں کھانی پڑتی ہیں تاکہ بھوک کا مزہ پیدا ہو لیکن بھوک کا جو قدرتی مزا ہے وہ چیز ہی اور ہے جن لوگوں نے تجربہ کیا ہے مجھے تو کئی دفعہ ایسے تجربے ہوئے ہیں کہ سفر کی حالت میں، شکار کی حالت میں، شدید بھوک کے وقت روٹی کا ایک ٹکڑا اور پیاز اور نمک مرچ وہ مزا دے جاتے ہیں کہ بڑی سے بڑی دعوت بھی وہ مزا نہیں دیتی تو نیند کا مزا بھی وہی ہے کہ جو کمائی جائے وہی لطف دیتی ہے خواہ وہ تھوڑی ہو بڑا دل کو سکون بخشتی ہے۔ پس ہر عہدیدار کو اس خیال سے محنت کرنی چاہئیے کہ میری ذمہ داری ہے اور کوئی دن مجھ پر ایسا نہ گزرے کہ میں اس ذمہ داری کے کسی حصے کو ادا نہ کر رہا ہوں اس لگن سے جب عہدیدار کام شروع کریں تو اللہ تعالے کے فضل سے پھر کام آسان ہونے شروع ہو جاتے ہیں ایک دن میں ایک دن کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ پھر دوسرے دن کا بوجھ ہلکا ہوگا۔ پھر تیسرے دن کا بوجھ ہلکا ہوگا اور رات کو جب وہ تہجد کے لئے اٹھے گا تو یہ دعا کرے گا کہ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ○ (سورۃ البقرہ: آیت ۲۸۷) کہ اے خدا! ہم نے تیرے کتنے بوجھ اٹھائے ہیں تو ہم پر جو بوجھ ڈالتا ہے وہ ایسے بوجھ نہ ہوں جن کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو اس مضمون کو دل سے دعا کرنے کے نتیجہ میں انسان سمجھ سکتا ہے اس کے بغیر نہیں سمجھ سکتا وہ شخص جس نے دن بھر محنت کی ہو اور پھر رات کو یہ دعا کرتا ہے اس پر اس دعا کا حقیقی مضمون روشن ہوتا ہے وہ یہ نہیں سمجھ رہا ہوتا کہ خدا مجھ پر ایسی ذمہ داری ڈال دے گا جس کی مجھ میں طاقت ہی نہیں ہے وہ اس رنگ میں اس دعا کا مفہوم سمجھتا ہے کہ اے خدا! میرے بوجھ تو نے ہلکے کرنے ہیں مجھ میں تو کوئی طاقت نہیں جو تو نے بوجھ ڈالا ہے اس کی طاقت بھی عطا کر اس دعا سے یہ مراد ہے رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کام میں۔۔ نہیں

کرتا وہ میرے سر سے ٹالتا چلا جا۔ اگر یہ مطلب ہو تو ہر انسان دنیا کا سب سے نکما انسان بن کر مرے کیونکہ انسان کو کام ٹالنے کی عادت ہے مراد یہ ہے کہ اے خدا! میں نے کر کے دیکھا ہے میں نے جان ماری ہے اور میں جانتا ہوں کہ مجھ میں طاقت نہیں ہے پس تو تو طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالنے والا نہیں ہے۔ میری طاقت بڑھا یہ اس دعا کا مفہوم ہے پس اللہ تعالیٰ پھر طاقت بڑھاتا چلا جاتا ہے اور میرا سارا زندگی کا تجربہ ہے کہ یہ دعا کبھی بھی نامقبول نہیں ہوتی۔ رد نہیں کی جاتی۔ اگر اس کے مضمون کا حق ادا کرتے ہوئے اس کو سمجھتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں تو خدا ضرور سنتا ہے اور ضرور آپ کو طاقت عطا فرماتا ہے آپ کے مددگار مہیا کرتا ہے۔ دنیا کے حالات میں تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔ آپ کی وہ دلی خواہشات جو اس کی خاطر دل میں پیدا ہوئی ہیں ان کو پورا کرنے کی کوشش فرماتا ہے۔ پس ایک عہدیدار جب اپنی امانت کا حق ادا کرنا چاہے تو یہ

دو ہی رستے ہیں

ایک یہ کہ وہ اپنی امانت کو سمجھے کہ ہے کیا اس کا احاطہ کرے اس کی تفاصیل کا اس کو علم ہونا چاہئیے۔ اور پھر وہ ہر اس چیز پر ہاتھ ڈالے جس کی اس میں طاقت ہے۔ خواہ تدریجاً ڈالے مگر چھوڑے نہ رکھے ایک پہلو بھی اس کی امانت کا ایسا نہ ہو جسے وہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے ایک دم نہیں اٹھتی تو رفتہ رفتہ اٹھائے لیکن اٹھائے ضرور اور جب کوئی امانت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے اور اس کا بوجھ محسوس ہوتا ہو تو اس وقت یہ دعا کرے کیونکہ بغیر بوجھ محسوس کئے جو دعا کی جاتی ہے کہ اے خدا! ہمارے بوجھ ٹال دے۔ ہمیں طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ دے یہ خیالی اور فرضی باتیں ہیں اس دعا کا حقیقت سے اور خدا کی قبولیت سے کوئی تعلق قائم نہیں ہوتا۔ بھوکا جب روٹی مانگتا ہے تو اس کی آواز اور ہوتی ہے اور بغیر بھوک کے آپ روٹی طلب کریں اس آواز میں فرق ہوگا۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ سبھی خدا تعالیٰ نے دعا کے ساتھ مضطر کی شرط لگا دی ہے۔ کہ جب میں مضطر کی آواز سنتا ہوں تو اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ تو ایک عہدیدار کا اضطرار یہ ہے کہ وہ کام پر ہاتھ ڈالے اس کا بوجھ محسوس کرے۔ جانتا ہو کہ اکیلے اس سے یہ کام ہونا نہیں۔ اور کوشش ضرور کرے۔ تب وہ خدا کے حضور عاجزانہ گرے اور کہے کہ اے خدا تو طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالنے والا نہیں ہے۔ مجھ پر بھی وہ بوجھ ڈال جس کی طاقت عطا فرماتا چلا جا۔ جب اس طرح محسوس کر کے دعا کی جائے گی تو وہ غیب سے ایسے ہاتھ کو دیکھے گا جو غیب کا ہاتھ نہیں رہے گا۔ بلکہ ظاہر ہوگا اور اس کے بوجھ اٹھائے گا اور اس کے بوجھ کو ہلکا کر دے گا۔ اور وہ اپنے کاموں کو پہلے سے بڑھ کر روانی اور عمدگی کے ساتھ اور سلاست کے ساتھ ادا کرنے کی اہلیت اختیار کرتا چلا جائے گا ابھی اس کی اور بھی مثالیں دینے والی ہیں۔ اور بھی بعض عہدے ہیں جن کے متعلق میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تو انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں اب اس مضمون کو جاری رکھوں گا۔ اس عرصہ میں جس حد تک عہدیداران تک آواز پہنچی ہے اور وہ اس کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو ابھی سے اس کی طرف توجہ شروع کر دیں تاکہ مجھے یہاں بیٹھے دکھائی دینے لگے کہ خدا کے فضل سے

کاموں کے انداز میں پاکیزہ تبدیلی

پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

(ادارہ)

مدلل و مسکت جوابات

قسط نمبر ۲۵ (آخری)

راہِ ہُدیٰ

تحریر ——— ایم. کے. خالد

دیوبندی عالم محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوتِ اسلام" کے جواب میں (ادارہ)

عقیدہ نمبر ۶

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے لکھا ہے "ہمارے بھائیوں کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ کیا مرزا صاحب کی جسمانی و دماغی صحت ان کے اس دعویٰ سے کہ میں محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کا مظہر ہوں کوئی مطابقت رکھتی ہے؟ مرزا صاحب کے بارے میں ہر عام و خاص جانتا ہے کہ وہ بہت سی پیچیدہ امراض کا نشانہ تھے جن میں سے چند امراض کی فہرست حسب ذیل ہے" (صفحہ ۴۰) اس کے بعد ساری زندگی میں مرزا صاحب کو جو جو بیماری ہوئی ان کی فہرست درج کی ہے۔ جسمانی صفات کا مظہر ہونا تو اس ٹیڑھی سوچ والے مولوی کا خیال ہے اس لئے جسمانی بیماریوں میں مشابہتیں تلاش کر رہا ہے۔ ورنہ یہ محض کھوکھلی، گھٹیا اور جاہلانہ باتیں ہیں۔ پس جس کی عقل پر حملہ کر رہے ہیں اس پر تو حملہ ہو یا نہ ہو حملہ کرنے والا دیوانہ اور مفتون دکھائی دیتا ہے۔

معزز قارئین! حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے مظہر ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس سے مراد روحانی صفات کا مظہر ہونا ہے نہ کہ جسمانی صفات کا۔

ظل اور بروز میں جسمانی مشابہت نہیں ہوتی بلکہ روحانی اور صفاتی مشابہت کا بیان مقصود ہوتا ہے۔ ورنہ تمام انبیاء ظلی اور بروزی طور پر خدا کی صفات کے مظہر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی صفات کے مظہر اتم ہیں۔ اگر مظہر ہونے کی بناء پر جسمانی امور کی مشابہت بھی ضروری ہے تو مولوی صاحب سے ہم کہتے ہیں کہ باقی زندگی اس ریسرچ میں صرف کر دیں کہ جملہ انبیاء کو کون کون سے عوارض لاحق ہوئے اور تحقیق مکمل کرنے کے بعد [illegible] کے متعلق اپنا تصور درست کریں اور وہاں اپنا یہ اعتراض لگا کر دیکھیں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کے بروز تھے تو وہ بھی ازلی طور پر ان عوارض کا شکار رہا ہوگا اور آئندہ بھی ابدی طور پر انہیں عوارض میں مبتلا رہ کر زندگی کٹے گی۔

اسی اعتراض میں لدھیانوی صاحب حضرت مرزا صاحب کو دماغی صحت سے محروم اور پاگل قرار دیتے ہیں۔

اصل مماثلت تو انہوں نے خود ثابت کر دی ہے۔ صرف حضرت مرزا صاحب کی مماثلت ہی ثابت نہیں کی بلکہ اپنی مماثلت بھی ثابت کر دی ہے۔ عجیب بات ہے کہ اشد ترین مخالف عیسائیوں نے جو حملے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں وہ سارے حملے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور ساتھ ساتھ مماثلتیں بھی پوچھ رہا ہے۔ مماثلتیں تو جناب لدھیانوی صاحب آپ نے خود پیش کر دیں کہ خدا کے پاک بندوں پر کس کس قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں اور کس کس قسم کے تمسخر کئے جاتے ہیں۔ پس ان اعتراضات اور تمسخر کا نشانہ بننے کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے تمام بھیجے ہوئے مماثلت رکھتے ہیں۔ پس اب یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں رہا کہ مولوی صاحب کی مماثلت کن لوگوں سے ہے۔

مولوی صاحب کے طرز خطاب اور تمسخر کے متعلق قرآن کریم کی چند آیات پیش کی جاتی ہیں اور یہی کافی جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کی نسبت عمومی طور پر یہ بتاتا ہے کہ

كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ

(مومنون آیت نمبر ۴۵) ہر قوم نے اپنے پاس آنے والے رسول کو جھوٹا قرار دیا ہے۔

اسی طرح فرمایا

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

(یٰس آیت نمبر ۳۱)

لوگوں کے پاس جب بھی خدا کا کوئی رسول آتا رہا ہے تو یہ اس کے ساتھ تمسخر و استہزاء ہی کرتے رہے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا

كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ

(ذاریات آیت نمبر ۵۳)

ان سے پہلے لوگوں کے پاس جب بھی کوئی رسول آتا رہا تو وہ لوگ یہی کہتے رہے کہ یہ جادوگر ہے یا پاگل ہے۔

لدھیانوی صاحب نے اس زمانہ کے امتی نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پاگل قرار دے کر اپنے آپ کو پہلے منکرین انبیاء کا مثیل ثابت کر کے حضرت مرزا صاحب کی سچائی کا ثبوت مہیا کیا ہے کیونکہ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے

بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ

(مومنون آیت ۸۲)

کہ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مخالفین نے آپ کے خلاف وہی باتیں کی ہیں جو پہلے انبیاء کے مخالفین نے کی تھیں۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ

(سورۃ حٰم سجدہ آیت ۴۴)

کہ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے صرف وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہی گئی تھیں۔ ان تمام آیات سے پتہ چلتا ہے کہ تمام سچے انبیاء کے خلاف ایک جیسے ہی اعتراضات ہوتے ہیں۔ پس لدھیانوی صاحب نے پہلے انبیاء کے مخالفین کا اعتراض دہرا کر اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب سچے انبیاء کی صف میں شامل ہیں۔ اور لدھیانوی صاحب سچے انبیاء کے مخالفین کی صف میں شامل ہیں۔

اگر حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ مولوی صاحب کے کہنے کے مطابق ایسے ہی پاگل تھے تو آپ کی آمد سے آپ کے پیدا کردہ لٹریچر سے دنیا میں ایک زلزلہ کیوں آگیا۔ اور ہند و پاکستان کے تمام مولوی آج تک آپ ہی کی تحریرات پر حملہ کرنے اور آپ ہی کی جماعت کو مٹانے کے لئے کیوں تیار ہو گئے اور اسلام کے خلاف ہر اٹھنے والے خطرہ سے آنکھیں بند کر لیں۔ نہ یہ سوچ رہی کہ آریہ سماج کتنے مسلمانوں کو شدھ کر رہا ہے۔ نہ یہ فکر رہی کہ عیسائی دنیا میں کس طرح لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو اچک رہے ہیں اور عیسائی بنا رہے ہیں۔ اگر وہ اسلام پر حملہ کرنے والے فرزانے ہیں اور لدھیانوی صاحب کے بقول حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ دیوانے ہیں تو ہند و پاکستان کے لکھو کھا مولویوں کو کیا ہو گیا ہے کہ فرزانوں کے حملوں سے تو بالکل غافل ہوئے بیٹھے ہیں اور ایک دیوانے کی طرف اپنی تمام تر توجہات مبذول کر رکھی ہیں!

مزید برآں مولوی صاحب کی توجہ ہم اس طرف بھی مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء بشر ہوا کرتے ہیں۔ ہم آپ کی طرح مافوق البشر صفات از قسم زندہ جسم سمیت آسمان پر چلے جانا اور دو ہزار سال تک بغیر کھائے پیئے وہاں بیٹھے رہنا اور پیدائشی اندھوں کو شفا بخشنا۔ مٹی کے پرندے بنا کر پھونکیں مار کر انہیں جان دار پرندوں میں داخل کر دینا وغیرہ وغیرہ ظاہری معنوں میں تسلیم نہیں کرتے۔

پس بحیثیت بشر تقاضہ بشری کے طور پر انبیاء کو طرح طرح کی بیماریاں لگیں۔ یہاں تک کہ سید الانبیاء حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بارہا مختلف عوارض کا شکار ہوئے جیسا کہ احادیث نبویہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت تیز بخار چڑھا کرتا تھا بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ جس شدت کا بخار دو آدمیوں کو ہوتا اس شدت کا بخار مجھ اکیلے کو ہوتا ہے۔ آپ کو بھی بعض اوقات باتیں بھول جاتی تھیں۔ نماز میں بھی بھول جاتے تھے۔ بعض اوقات آیات قرآنیہ بھی بھول جاتی تھیں۔ نہایت تیز سر درد بھی ہوا کرتا تھا۔ مرض الموت میں کئی دن آپ مبتلا رہے اور اتنی غشی اور کمزوری تھی کہ آپ نماز باجماعت پڑھنے کے لئے مسجد میں بھی تشریف نہ لے جا سکے

بلکہ ایک دن یہاں تک بیماری کی شدت تھی کہ کئی بار آپؐ پر غشی طاری ہوئی جب بھی آپؐ کو ہوش آئی تو دریافت فرماتے کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے صحابہؓ عرض کرتے کہ ہو گیا ہے اتنے میں پھر غشی طاری ہو جاتی۔ یہ کیفیت اس دن کئی بار طاری ہوئی۔ اسی طرح آپ زخمی بھی ہوئے بیہوش اور لہولہان بھی ہوئے آپ کا دانت مبارک بھی شہید ہوا کئی بار آپ کو شدید کھانسی اور گلے کی تکلیف بھی ہو جایا کرتی تھی۔

لیکن یہاں ہم اس لئے احادیث مذکورہ تفصیل سے نہیں لکھ رہے کہ ہمارے سلئے یہ امر بہت تکلیف دہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیفوں کا ذکر کیا جائے۔ اس سے ہمارا دل درد و الم سے بھر جاتا ہے۔ نیز ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ممکن ہے راویوں نے ان میں غلطیاں بھی کی ہوں اور شاید تکلیف اتنی نہ ہو جتنی بیان کی گئی ہے۔ لیکن ہم دیگر انبیاء کے عوارض کی تفصیل کو چھوڑتے ہوئے صرف حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر آنجناب کی خدمت میں بطور یاددہانی ضرور پیش کریں گے اور آپ ہی کے مانے ہوئے معتبر مفسرین کی زبانی میں ذکر کریں گے تاکہ آپ کو خوب اچھی طرح محسوس ہو جائے کہ انبیاء کرام کے جسمانی عوارض پر تمسخر اور ٹھٹھا کرنا کس طرح قابل سرزنش بات ہے اور یہ شغلہ مزاج انسانوں کے سوا کسی کو زیب نہیں دیتی۔ دیکھئے حضرت ایوب علیہ السلام کے بارہ میں تفسیر کبیر امام رازی سورۃ انبیاء ع ۶ زیر آیت

وَاَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ

میں لکھا ہے

"دشمن خدا (ابلیس) لپک کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس پہنچا دیکھا تو حضرت ایوب علیہ السلام سجدے میں گرے ہوئے تھے۔ پس شیطان نے زمین کی طرف سے ان کی ناک میں پھونک ماری جس سے آپ کے جسم پر سر سے پاؤں تک زخم ہو گئے اور ان میں ناقابل برداشت کھجلی شروع ہو گئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام ناخنوں سے کھجلاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے ناخن جھڑ گئے جس کے بعد کھردرے کمبل سے کھجلاتے رہے پھر مٹی کے ٹھیکروں اور پتھروں وغیرہ سے کھجلاتے رہے یہاں تک کہ ان کے جسم کا گوشت علیحدہ ہو گیا اور اس میں بدبو پڑ گئی پس گاؤں والوں نے آپ کو باہر نکال کر ایک ..... روڑی پر ڈال دیا اور ایک چھوٹا سا عریش ان کو بنا دیا۔ آپ کی بیوی کے سوا باقی سب لوگوں نے آپ سے علیحدگی اختیار کر لی ..... حضرت ایوب علیہ السلام نے درگاہ خداوندی میں نہایت تضرع سے یہ دعا کی کہ اے میرے رب مجھے تو نے کس لئے پیدا کیا تھا! اے کاش! میں حیض کا چیتھڑا ہوتا کہ میری ماں اسے باہر پھینک دیتی اے کاش! مجھے اس گناہ کا علم ہو سکتا جو مجھ سے سرزد ہوا اور اس عمل کا پتہ لگ سکتا جس کی پاداش میں تو نے اپنی توجہ مجھ سے ہٹا لی۔ الٰہی میں ایک ذلیل انسان ہوں اگر تو مجھ پر مہربانی فرمائے تو یہ تیرا احسان ہے۔ اور اگر تکلیف دینا چاہے تو تو میری سزا دہی پر قادر ہے ...... الٰہی میری انگلیاں جھڑ گئی ہیں۔ اور میرے حلق کا کوا بھی گر چکا ہے۔ میرے سب بال جھڑ گئے ہیں۔ میرا مال بھی ضائع ہو چکا ہے اور میرا یہ حال ہو گیا ہے کہ میں لقمے کے لئے سوال کرتا ہوں۔ تو کوئی مہربان مجھے کھلا دیتا ہے اور میری غربت اور میری اولاد کی ہلاکت پر مجھے طعنہ دیتا ہے ...... ابن شہاب حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام اس مصیبت میں اٹھارہ سال تک مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ سوائے دو رشتہ داروں کے باقی سب دور و نزدیک کے لوگوں نے آپ سے علیحدگی اختیار کر لی" اسی طرح لکھا ہے۔

"حقیقت یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے انواع و اقسام کی مصیبتیں ان (حضرت ایوب علیہ السلام) پر مقدر فرمائیں۔ تو بلائیں ان پر ٹوٹ پڑیں غرضیکہ ان کے اونٹ بجلی گرنے سے ہلاک ہوئے اور بکریاں بہیا آنے سے ڈوبیں۔ اور کھیتی کو آندھی نے پراگندہ کر دیا اور سات بیٹے تین بیٹیاں دیوار کے نیچے دب کر مر گئے اور ان کے جسم مبارک پر زخم پڑ گئے۔ اور متعفن ہوئے اور ان میں کیڑے پڑ گئے جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے سب مرتد ہو گئے۔ جس گاؤں اور جس مقام میں حضرت ایوب علیہ السلام جاتے وہاں سے وہ مرتد لوگ انہیں نکال دیتے۔

ان کی بی بی رحیمہ نام ..... حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت میں رہیں۔ سات برس۔ سات مہینے۔ سات دن۔ سات ساعت حضرت علیہ السلام اس بلا میں مبتلا رہے۔ اور بعضوں نے تیرہ (۱۳) یا اٹھارہ (۱۸) برس بھی کہے ہیں ..... عشرات حمیدی میں لکھا ہے۔ کہ جو لوگ حضرت ایوب علیہ السلام پر ایمان لائے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر ان میں کچھ بھی بھلائی ہوتی تو اس بلا میں مبتلا نہ ہوتے۔ اس سخت کلام نے ان کے دل مبارک کو زخمی کر دیا اور انہوں نے جناب الٰہی میں

اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ

عرض کیا۔ یا اس قدر ضعیف و ناتواں ہو گئے تھے کہ فرض نماز اور عرض و نیاز کے واسطے کھڑے نہ ہو سکتے تھے تو یہ بات ان کی زبان پر آئی۔ یا کیڑوں نے دل و زبان میں نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا یہ دونوں عضو توحید اور تمجید کے محل ہیں ان کے ضائع ہونے سے ڈر کر یہ کلمہ زبان پر لائے۔ یا ان کی بی بی تمام تہیدستی اور بے چارگی کی وجہ سے اپنے گیسو بیچ کر ان کے واسطے کھانا لائیں۔ ایوب علیہ السلام نے اس حال سے مطلع ہو کر اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ کی آواز نکالی۔

اور بعضوں نے کہا ہے ان کے جسم مبارک میں جو کیڑے پڑتے تھے۔ ان میں سے ایک کیڑا زمین پر گرا اور جلتی ہوئی خاک میں تڑپنے لگا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے اٹھا کر پھر اسی جگہ پر رکھ دیا چونکہ یہ کام اختیار سے واقع ہوا۔ تو اس نے ایسا کاٹا کہ ایوب علیہ السلام تاب نہ لا سکے اور یہ کلمہ ان کی زبان پر جاری ہوا۔"

(تفسیر حسینی مترجم اردو الموسومہ بہ تفسیر قادری مطبع نول کشور لکھنؤ جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۴ زیر آیت انی مسنی الضرو انت ارحم الراحمین (انبیاء رکوع نمبر ۶)

عقیدہ نمبر ۷

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں "ہندوؤں کے نزدیک انسان کی جزا و سزا کے لئے یہی صورت قدرت کی جانب سے مقرر ہے کہ اسے نیک و بد اعمال کے مطابق کسی اچھے یا برے قالب میں منتقل کر کے پھر دنیا میں بھیج دیا جائے جس کو وہ نیا جنم اور نئی جون کہتے ہیں مرزا صاحب کو دعویٰ ہے کہ محمد رسول اللہ کو دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی کے قالب میں بھیجا گیا ہے اب سوال یہ ہے کہ (ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ اور مرزا صاحب کے عقیدہ بروز کے مطابق) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ پہلی جون میں کونسا پاپ ہوا تھا کہ انہیں دوبارہ غلام احمد قادیانی کی ناقص شکل میں بھیج دیا گیا۔"

(صفحہ ۳۴)

معزز قارئین!

آپ دیکھیں کہ کیسی بکواس اس مولوی کی زبان سے نکلتی ہے۔ ذرا بھی ادب نہیں کیسی کیسی بکواس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کر رہا ہے۔ نہ جانے اس کے سر پر کس بھوت کا سایہ ہے۔ کہ اناپ شناپ جو منہ میں آئے اگلتا چلا جا رہا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ محض اور محض لغو اور کمینے حملوں کے سوا اس کا کوئی مشغلہ نہیں اور خوب جانتا ہے کہ جو بات کہہ رہا ہے وہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے (ورنہ فصل اول میں مندرج اقوال علمائے سلف و اولیائے امت پر بھی یہی اعتراض وارد ہوگا) کوئی مرزا صاحب کی تحریرات کا ماہر ہونے کا دعویدار ہو اور اس کو یہ بھی علم نہ ہو کہ ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کے خلاف جیسے جیسے مضبوط اور قوی اور عمیق دلائل حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ اور دیگر بہت سی کتب میں دیئے ہیں ان کا عشر عشیر بھی اس دور کے تمام علماء نے مل کر پیش نہیں کیا ایسے شخص کے متعلق جانتے بوجھتے ہوئے محض افتراء کی خاطر پہلے یہ عقیدہ گھڑنا کہ وہ ہندوؤں کی طرح تناسخ کا قائل تھا اور پھر اس خبیثانہ افترا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور اتارنے کو حد سے بڑھی ہوئی بدبختی اور بے باکی کے سوا کیا قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہمیں تو ان مولوی صاحب کی جتنی جتنی تحریرات پڑھنے کا موقع ملتا ہے اتنا ہی ذہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی طرف منتقل ہوتا چلا جا رہا ہے۔

عُلَمَاءُ ھُمۡ شَرٌّ مَنۡ تَحۡتَ اَدِیۡمِ السَّمَاءِ۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

کہ ایک بدنصیب زمانہ آنے والا ہے کہ ان لوگوں کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ فی زمانہ اگرچہ بہت ہی تنزل ہوا ہے لیکن کوئی مسلمان غالباً یہ گمان نہیں کرے گا کہ سارے کے سارے علماء کلیتہً بدترین مخلوق ہو چکے ہوں گے۔ ویکن کوئی مسلمان یہ بھی گمان نہیں کر سکتا کہ اس حدیث کا اطلاق مسلمانوں کے کسی گروہ پر بھی نہ ہو کیونکہ مخبر صادق؂ کی باتیں کبھی بھی جھوٹی نہیں ہو سکتیں۔

لدھیانوی صاحب نے ملکہ وکٹوریہ کے نام حضرت مرزا صاحب کی کتاب **ستارہ قیصریہ سے دو اقتباس درج کیے ہیں** جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ آپ اس کی مملکت کے شہری ہونے کے سبب اس کی حکومت کے اطاعت گذار ہیں دوسرے نیز یہ ذکر ہے کہ آپ نے اس کے نام تحفہ قیصریہ کے نام سے جو تبلیغی خط لکھا تھا جس میں اسے مسیحؑ کی خدائی چھوڑ کر خدا کی توحید قبول کرنے اور عیسائیت چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے کی تلقین کی گئی تھی۔ ملکہ نے اس خط کے پہنچنے کی آپ کو اطلاع نہیں دی۔ جس پر آپ نے ستارۂ قیصریہ کے نام سے اسے ایک اور تبلیغی خط لکھا۔ لدھیانوی صاحب ان تبلیغی خطوط کو طول طویل مبلکہ بے معنی اور بے مصرف خطوط قرار دیتے ہیں۔ اور ان تبلیغی خطوط میں جن الفاظ سے ملکہ کو مخاطب کیا گیا ہے اسے چاپلوسی اور خوشامد کا نام دیتے ہیں۔

ان لغو اور بے اصل اعتراضات سے قارئین پر وہ یہ تاثرات قائم کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے انگریز ملکہ کی ایسی چاپلوسی کی کہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کے حمایتی تھے اور مزید اس سے یہ بھی تاثر پیدا ہوتا ہے کہ عیسائی مملکت کی فرمانروا کی تعریف کرنے والا شخص اور اس کی اطاعت میں پیدا ہونے والا جو ایک غلام ملک میں پیدا ہوا ہو اور اس کی زندگی ایک غیر قوم کی غلامی میں ہی صرف ہوئی ہو وہ کیسے نبی اللہ ہو سکتا ہے اور کس طرح ہم اس کے متعلق یہ تصور کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالے نے اسے مسیح موعود بنا کر دنیا میں بھیجا ہو۔ یہ الفاظ ہمارے ہیں مگر ہر شخص جو ان کی تمسخر آمیز کھلی کھلی عبارت کا مطالعہ کرے وہ اس سے اتفاق کرے گا کہ یقیناً یہی تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جیسا کہ ہم بارہا ان مولوی صاحب کی علمی اور دینی حالت پر سخت افسوس کا اظہار کر چکے ہیں اسی طرح اس اعتراض پر بھی ہم حیران ہیں کہ ایک عالم دین ہونے کا دعویدار ایسی جاہلانہ باتیں کر کیسے سکتا ہے۔ کیا ان صاحب نے کبھی قرآن کریم کا مطالعہ نہیں کیا یا دل پر تالے پڑے ہیں۔

افسوس کہ لدھیانوی صاحب نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تاریخ سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنے نام کی بھی حیا نہ کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی بلوغت اور نبوت کا بیشتر حصہ فرعونِ مصر کے تابع صرف ہوا۔ اور آپ نے اس ملک میں بیشتر زندگی گذاری جہاں فراعنہ مصر کا جابرانہ قانون لاگو تھا اور کسی کو اس قانون سے انحراف کی مجال نہ تھی۔

پس جس حالت پر یہ مولوی صاحب غلامی کا طعن کرتے ہیں اور بعض ان میں سے اقبال کا ایک شعر بھی بڑے جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں جس میں غلام نبی کے تصور سے پناہ مانگی گئی ہے۔ کیا ان کی قرآن پر ذرا بھی نظر نہیں اور انہیں پتہ نہیں کہ ان کے طعن و تمسخر کی تان کہاں کہاں جا کر ٹوٹے گی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی بے اختیاری کا ذکر تو قرآن کریم نے ایسے کھلے کھلے الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ کسی کے لئے تاویل کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ فرماتا ہے کہ اگر ہم یوسف کے بھائی کے یوسف کے پاس ٹھہرنے کی تدبیر اپنی طرف سے نہ کرتے تو بادشاہ کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یوسف علیہ السلام میں طاقت نہ تھی کہ اپنے بھائی کو روک سکتے۔

کیا فرماتے ہیں لدھیانوی صاحب اور ان کے ہم خیال علماء کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کس نوع اور کس مزاج کی تھی۔ اسی طرح کیا انہوں نے فرعون مصر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رویہ نہیں دیکھا کہ کس قدر تحکم آمیز اور تحقیر کا رویہ تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو یہی حکم فرمایا۔

فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا

(طٰہٰ آیت نمبر ۴۵)

کہ خبردار فرعون سے نہایت نرمی سے کلام کرنا۔ کیا جناب لدھیانوی صاحب کی لغت میں اس نرم کلام کا نام چاپلوسی ہے؟ مزید برآں کیا لدھیانوی صاحب حضرت عیسٰیؑ بن مریم کے حالات سے بے خبر ہیں وہ ایسی قوم میں پیدا ہوئے جو کلیتہً سلطنتِ روم کی غلام تھی۔ اس میں وہ پیدا ہوئے۔ اس میں بڑھے اور عمر کا ایک عرصہ وہاں گذارا لیکن کسی لمحہ بھی اس عظیم سلطنت کی فرمانروائی سے روگردانی نہ کی یہاں تک کہ ایک طرف تو یہود نے آپ کو غلامانہ ذہنیت کے طعنے دیئے اور اپنے انکار کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ ہم تو ایک ایسے مسیح کے منتظر **ہیں جو تاج و افسر کے ساتھ آئے گا اور غلامی سے نجات دلائے گا** اور دوسری طرف گورنر روم کے پاس یہ شکائتیں کیں کہ یہ شخص مسیحیت کا دعویدار ہو کر آپ کی سلطنت کیلئے خطرہ ہے کیونکہ ہمارے مذہب کی رو سے ہماری قوم کی سیاسی آزادی بھی مسیح کی ذات سے وابستہ ہے۔

اب جناب لدھیانوی صاحب ذرا میدان میں آئیں اور بتائیں کہ کیا بعینہٖ یہی رویہ آپ نے مسیح محمدی کے تعلق میں اختیار نہیں کیا۔ کیا آپ کے بڑوں نے مرزا صاحب کے خلاف انگریزوں کے دفتروں میں شکائتوں کے پلندے نہیں بھیجے اور کیا بار بار محض رپورٹوں کے ذریعہ متنبہ نہیں کیا کہ یہ شخص انگریزی سلطنت کے لئے خطرہ ہے اور دوسری طرف مسلمان عوام میں یہ کہہ کر اس کی کردار کشی نہیں کی کہ ہم تو ایسے مسیح و مہدی کے منتظر تھے جو ہمیں آزادی دلائے گا۔ یہ غلامی کی تعلیم دینے والا کیسے مسیح اور مہدی بن بیٹھا ہے۔

پس یہاں بہت سے سوال اٹھتے ہیں۔ پہلا سوال تو یہی ہے کہ اگر پہلا مسیحؑ غلام ہی پیدا ہوا اور سینکڑوں سال تک اس کی قوم غلام ہی رہی تو دوسرے مسیحؑ کو اس حالت میں قبول کرنے پر آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اگر آپ مثالیں مانگتے ہیں تو دور جانے کی ضرورت نہیں سب سے پہلے تو مسیحؑ کی مثال مسیحؑ ہی سے دی جائے گی پس اگر ان دو میں کھلی کھلی مشابہت پائی جائے تو مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت ہوگی یا کہ برعکس نتیجہ نکلے گا؟

دوسرا سوال یہ اٹھتا ہے کہ وہ قطعی تاریخی حقائق کہ جو قرآن کریم اور بائبل سے ثابت ہیں، کیا آپ کے علم میں نہیں ہیں؟

اور تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر علم میں تھے تو پھر اس طرح بد دیانتی سے کام کیوں لیا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب پر یہ پھبتیاں کسنے کے لئے انہیں عوام الناس سے کیوں چھپائے رکھا؟

اور چوتھا سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا آپ کی عقل میں یہ معمولی سی بات بھی داخل نہیں ہو سکتی کہ جن باتوں سے آپ حضرت مرزا صاحب کا تمسخر اڑا رہے ہیں اس حالت میں خدا کے دیگر ایسے بزرگ انبیاء بھی شامل ہیں جن کی نبوت سے انکار کی آپ کو مجال نہیں۔

پس اب فرمایئے کہ آپ کی بے باکی کی کوئی حد بھی ہے کہ نہیں؟ آخری بات قابل توجہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آپ کی اصطلاح میں جو چاپلوسیاں کیں ان کا کھلا کھلا مقصد اور مطلب سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کی دعوت دی۔ اس کے بدلے ایک آنہ بھی اپنے لئے نہ اپنی جماعت کے لئے طلب کیا اور آپ کو یا آپ کے خاندان یا جماعت کو حکومت برطانیہ کی طرف سے ایک چپہ زمین بھی عنائت نہ ہوئی۔ پس اگر یہ چاپلوسی ہی ہے تو جیسا کہ ثابت ہے خدا کے رسول کے نام پر ایک عظیم فرمانروا کو ہدایت کی طرف بلانے کے لئے یہ چاپلوسی قابل مذمت نہیں۔ بلکہ لائق صد آفرین ہے لیکن مولوی صاحب اپنے بزرگ مولویوں کی ان چاپلوسیوں کا کیا جواب دیں گے جن کی چاپلوسیوں کی نظر حکومت برطانیہ کے مادی فیضان پر رہتی تھی۔ اور ان کا کاسۂ گدائی حکومت برطانیہ کی طرف سے بارہا بھر اگیا۔ کیا مولوی صاحب کو یہ علم ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشد ترین مخالف تھے۔ اپنی کن خدمات کے عوض حکومتِ برطانیہ سے اتنی جائیداد کی جاگیر پائی اور کیا مولوی صاحب کو علم نہیں کہ مدرسہ دیوبند کا افتتاح کس لیفٹیننٹ گورنر بہادر نے کیا تھا؟ اور کس حکومت کے وظیفے سے یہ مدرسہ دسیوں سال خیرات پاتا رہا؟ یہ فہرست تو بہت لمبی ہے محض نمونۃً ایک دو باتیں پیش خدمت کی ہیں تاکہ آئندہ آپ اپنے قلم کو سنبھال کر رکھیں اور ادب سیکھ جائیں۔

عقیدہ نمبر ۸

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے پھر یہی بات دوہرائی ہے کہ مرزا صاحب

اپنے آپ کو افضل کہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے کمتر قرار دیتے ہیں۔

ہم اس امر کی بارہا تردید کر چکے ہیں اس لئے اسے اب یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے جماعت احمدیہ اس قسم کے شیطانی خیال پر ہزار لعنت ڈالتی ہے پتہ نہیں مولوی صاحب کے دماغ میں کہاں سے یہ کیڑا گھس گیا ہے۔

جو اعتراض مولوی صاحب کر رہے ہیں اس کے ہم بخئے ادھیڑ چکے ہیں اس لئے قارئین سے یہی گذارش ہے کہ اگر یاد نہ رہا ہو تو از سرِ نو متعلقہ اوراق کا مطالعہ فرما لیں۔

حضرت مرزا صاحب کو ہم وہی سمجھتے ہیں جو وہ اپنے آپ کو سمجھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

نیز یہ کہ

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۴۴۹)

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۸۵)

اس فیصلہ کے بعد کسی کی غوغا آرائی کی ہمیں خاک کی چٹکی کے برابر بھی پرواہ نہیں۔

عقیدہ نمبر ۹

اس کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دنیا میں کونسا روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ کیونکہ دنیا میں فسق و فجور، ظلم و عدوان اور کفر و ارتداد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

عجیب حالت ہے ابھی تو مولوی صاحب کچھ عرصہ پہلے یہ کہہ رہے تھے کہ کسی کے آنے کی ضرورت نہیں اور کہہ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں کوئی فساد اور بگاڑ نہیں پھیلا اور جب تک ظلم و فسق نہ پھیل جائے اس وقت تک خدا تعالیٰ کسی کو بھیجا نہیں کرتا۔ اور اب یہ سب باتیں بھلا کر ظلم و تعدی کا ایسا نقشہ کھینچ رہے ہیں کہ گویا ظهر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ ادہ رہے۔

آئیے اب دیکھیں کہ اس فسق و فجور کی ذمہ داری کس پر ہے اور جناب لدھیانوی صاحب کا منطق بات کو کہاں پہنچا کر چھوڑے گی ہر نبی جو اپنی قوم کے لئے آتا ہے وہ صرف اسی حصے کی اصلاح کرتا ہے اور اس میں تدریجی پاک تبدیلیاں یا بعض صورتوں میں انقلابی پاک تبدیلیاں کرتا ہے جو اس پر ایمان لے آئے۔ اور جو اس کا انکار کر دیں اور کافر و دجال قرار دیں ان کا ہرگز وہ ذمہ دار نہیں ہوتا۔ ورنہ لدھیانوی صاحب کے پیمانے سے اگر حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت کو جانچیں گے تو نعوذ باللہ ایسا خطرناک نتیجہ نکلے گا کہ اس کے تصور سے بھی حواس اڑتے ہیں لیکن سب سے زیادہ خطرناک اور مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول بات یہ بنتی ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تمام دنیا کا نبی تسلیم کیا جاتا ہے تو کیا تمام دنیا میں رائج فسق و فجور نعوذ باللہ من ذالک آپ کے دعاوی پر کوئی منفی اثر ڈالتا ہے۔

قرآن کریم تو نبوت سے فیض پانے والوں کے ذکر میں صرف ان کو داخل فرماتا ہے جو ان پر صدق دل سے ایمان لائیں اور اپنے دین کو خالص کرنے والے ہوں اور اس پہلو سے ان منافقین کو بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض تربیت سے باہر نکال پھینکتا ہے جو بظاہر مسلمان ہونے کے دعویدار تھے مگر دل میں منافقت تھی بس انبیاء کی صداقت اس پیمانے پر پرکھی جاتی ہے۔ نہ کہ کسی جاہل کی من گھڑت کسوٹیوں پر۔

جناب مولوی صاحب! ابھی دیکھتے دیکھتے اس بات کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر جو لوگ ایمان لائے ان کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوئیں کہ نہیں۔ آپ پاکستان کی جیلوں میں قیدیوں کے حالات کا جائزہ لیں اور ان کے جرائم کی فہرست پر نگاہ ڈال کر کوائف مرتب کریں تو وہ لوگ جو آپ کے مرید ہیں اور آپ کی پُر فریب باتوں میں آکر حضرت مرزا صاحب کا انکار کر بیٹھے ہیں ان کے جرائم کی فہرست جس نوع کی بنے گی اسے سب پاکستانی خوب جانتے ہیں لیکن احمدی قیدیوں کی بھاری اکثریت کے متعلق آپ دیکھیں گے کہ ان کے جرائم کی فہرست کچھ اس قسم کی ہے کہ کلمہ پڑھنے کے جرم میں گرفتار ہوئے، السلام علیکم کہہ بیٹھے۔ باجماعت نماز پڑھ رہے تھے۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر رہے تھے۔ اور کچھ نہیں تو اس فرد جرم کا ثابت ہونا بھی عدالتوں کے ریکارڈ میں موجود ہے کہ پولیس تلاشی کے دوران ان کے گھر سے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی دستیاب ہوئی۔ اس کے مقابل پر دوسرے قیدیوں کی فہرست جرائم پر نظر ڈال کر دیکھ لیں کہ جنہیں بیان کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ لیکن آپ کو ان باتوں میں مخاطب کرنا ایک لاحاصل کوشش ہے۔ دراصل تو ہم آپ کو مخاطب کر کے ان بندگانِ خدا کو یہ باتیں سنا رہے ہیں جو آپ کے دامِ فریب میں آکر ہزار بدگمانیوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

علاوہ ازیں اگر آپ ان حقائق کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے تو سر راہ اپنے بعض بزرگوں کی آراء بھی پڑھتے جایئے۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے ایک مرتبہ کہا۔ "پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں"

(قومی زندگی اور ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۸۴ آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور از علامہ محمد اقبال)

حضرت مرزا صاحب کے بہت ہی شدید مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے آپ کی کتاب "براہین احمدیہ" اور آپ کے بارہ میں یہ شہادت دی کہ "ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی .... اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے"

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ : نمبر ۷)

تتمہ

آخر پر اب ہم قارئین سے مؤدبانہ عرض کرتے ہیں کہ انہوں نے مولوی صاحب کے سخت نازیبا اور حد سے بڑھے ہوئے جارحانہ اعتراضات کا بھی مطالعہ کر لیا اور جماعت احمدیہ کی طرف سے محققانہ اور دل و دماغ کو مطمئن کرنے والے جوابات بھی مطالعہ کر لئے۔

ہم نے اپنے جواب میں مولوی صاحب پر جہاں جہاں سختی اختیار کی ہے اگرچہ وہ مولوی صاحب کے تمسخر آمیز اور دل آزار رویہ کے مقابل پر کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی لیکن اتنی سختی بھی ہم نے بادل نخواستہ کی ہے کہ انہیں سمجھایا جائے کہ کسی دوسرے فرقہ یا جماعت کے مذہبی رہنما پر اس طرح بہیمانہ حملہ کرنا اسلام کے اصولوں کے سخت مخالف ہے اور جن لوگوں کے بزرگوں پر حملہ کیا جائے ان کے لئے سخت تکلیف کا موجب بنتا ہے۔ اس لئے یہ جو چالاکی کا راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے کہ پہلے حضرت مرزا صاحب کے اوپر ہتک رسولؐ کے سراسر مفتریانہ اور بناوٹی الزام لگائے اور پھر نعوذ باللہ ایک شاتم رسول بنا کر ان پر سخت بہیمانہ حملے کئے۔ یہ کھوکھلی شرافت اور تقویٰ سے گری ہوئی چالاکی ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ چونکہ ان کی نیت محض آزار پہنچانا ہے اور عوام الناس کو مشتعل کرنا ہے تا کہ وہ جماعت احمدیہ پر صرف زبان کے ہی چرکے نہ لگائیں بلکہ ان کے مال و جان اور عزت کو انتہائی سفاکی کے ساتھ گلیوں اور بازاروں میں لوٹا جائے۔ اس لئے انہیں اس دل آزاری کا کچھ نمونہ چکھانے کی خاطر ہم نے کہیں کہیں ان پر جوابی حملہ کیا ہے تاکہ ان کی جہالت اور سفلہ پن کو ننگا کر کے خود انہیں ان کی تصویر دکھائی جائے۔ اگر اس سے بعض طبیعتوں پر بار ہو تو ہم معذرت خواہ ہیں۔

آخر پر ہم خدا تعالیٰ کی عزت اور جلال کے تقدس کی قسم کھا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ لدھیانوی مولوی صاحب اور ان کے ہمنوا سراسر جھوٹ سے کام لیتے ہیں اور جماعت پر ناجائز الزام لگا کر عامۃ المسلمین کے جذبات کو انگیخت کرتے اور بھڑکاتے ہیں۔ یہ سب اتہام جو انہوں نے لگائے ہیں سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں۔

جہاں تک ان کے مسلک کے بزرگوں کا تعلق ہے اگرچہ انہوں نے بھی بعض صورتوں میں جھوٹ کو جائز قرار دیا ہے جن سے ہم ہرگز اتفاق نہیں کرتے لیکن اس بات سے انکار نہیں کہ بدی کے ارتکاب کے باوجود وہ اپنی نیت نیک بتاتے ہیں چنانچہ ان کے پیر و مرشد اور ان کے فرقہ کے نزدیک چودھویں صدی کے مجدد علامہ رشید احمد گنگوہی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ حق کو زندہ کرنے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

باقی ص ۱۳ پر

گنگوہی صاحب لکھتے ہیں! "احیائے حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض (یعنی اشاروں۔ ناقل) سے کام لیوے اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے (یعنی سو فیصدی جھوٹ بولے۔ ناقل) ورنہ احتراز کرے (فتاویٰ رشیدیہ کامل کتاب الحظر والاباحۃ سوال نمبر ۱۱ صفحہ ۴۴۰)

تبلیغی و تربیتی مساعی

موسیٰ بنی مائنز (بہار) میں مقامی سالانہ اجتماع

:- مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ موسیٰ بنی مائنز کا سالانہ اجتماع ۲۹ تا ۳۱ جنوری کو شاندار طریق پر منعقد ہوا علمی و ورزشی مقابلہ جات میں خدام و اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اول، دوم سوم آنے والے افراد کو مکرم منور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ نے انعام دیئے اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع کی کارروائی ختم ہوئی۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ موسیٰ بنی مائنز)

منارگھاٹ میں تربیتی جلسے

:- جماعت احمدیہ منار گھاٹ کے زیر انتظام ۵ ر فروری کو ایک تربیتی جلسہ ہوا جس کی صدارت مکرم ایم کے عبدالعزیز صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ نے کی جلسہ میں تربیت پر زور دیتے ہوئے تعلق باللہ عبادات، نماز کی اہمیت پر تقاریر ہوئیں۔ اسی طرح کا ایک اجلاس ۱۹ ر فروری کو کیا گیا جس میں محترم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ نے بھی خطاب کیا۔ ۲۱ ر فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام سات افراد پر مشتمل تبلیغی وفد بارہ کلومیٹر دور پونم کوڈ گیا اور گھروں و دکانات میں لٹریچر تقسیم کیا اور تبلیغی گفتگو ہوئی۔ صبح ۱۰ بجے سے ایک بجے دوپہر تک یہ تبلیغی پروگرام جاری رہا

(سی۔ایچ عبدالرحمٰن معلم وقف جدید)

یادگیر میں جلسہ سیرت النبی صلعم و ہفتہ تحریک جدید و وقف جدید

:- ۱۴ ر جنوری کو لجنہ اماء اللہ یادگیر کے زیر انتظام رائچوری محلہ میں مکرم عبدالسلیم صاحب سگری کے مکان پر سیرت النبی ؐ کا جلسہ منعقد ہوا جلسہ کی صدارت مکرمہ امتہ السلیم نجمہ صاحبہ نے کی۔ تلاوت قرآن مجید نعت خوانی اور جلسہ کی غرض و غایت کے علاوہ آنحضرت ؐ کی سیرت طیبہ عشق الٰہی اور اخلاق پر تقاریر ہوئیں اور نظمیں پڑھی گئیں۔ اجلاس میں احمدی مستورات کے علاوہ آٹھ غیر احمدی اور ایک غیر مسلم بہنوں نے شرکت کی اور جلسہ کو سماعت کیا۔

اسی طرح ۸ تا ۱۳ جنوری لجنہ اماء اللہ یادگیر نے اجتماعی طور پر ہفتہ تحریک جدید و وقف جدید منایا۔ ہر حلقہ میں علیحدہ طور پر ایک ایک اجلاس منعقد کیا جس میں بکثرت ممبرات لجنہ و ناصرات نے شرکت کی جس میں ان اجلاسات اور ہفتہ کے منانے کی غرض و غایت برکات اور اہمیت و نتائج بیان کئے گئے۔

بھدرواہ میں جلسہ سیرت النبی صلعم

:- مسجد احمدیہ بھدرواہ میں لجنہ اماء اللہ کے تحت ۲۰ ر نومبر کو جلسہ سیرت النبی منعقد ہوا جس کی صدارت مکرمہ ممتاز بیگم نے کی جلسہ میں تلاوت و نظموں کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ اور آپ کے اخلاق بیان کئے گئے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ بھدرواہ)

پلکھنڈی (بنگال) میں مسجد کا افتتاح چار افراد کا قبول احمدیت

ضلع مرشدآباد کے علاقہ سالار کے قریب پلکھنڈی جو نومبائعین پر مشتمل ایک جماعت قائم ہوئی ہے کو ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی سعادت ملی رمضان مبارک میں ۸ مارچ کو خاکسار نے مغرب کے وقت اجتماعی دعا سے مسجد کا افتتاح کیا بعد نماز مغرب مسجد میں شاندار جلسہ ہوا جس میں جملہ احمدی احباب و سرکردہ غیر احمدی افراد نے شرکت کی لاؤڈ سپیکر کی مدد سے دور دور تک، گھروں اور راستوں میں لوگوں نے کارروائی کو سنا۔ جلسہ کے اختتام پر مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی اور چار افراد کو قبول احمدیت کی سعادت ملی اس موقعہ پر جملہ حاضرین کی مکرم ابوالبصار صاحب صدر جماعت احمدیہ نے پر تکلف دعوت کی فجزاہم اللہ۔ (حمیدالدین شمس مبلغ انچارج بنگال)

سونگھڑہ میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

:- جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے ۳۱ ر جنوری کو پروقار ماحول میں شاندار طریق پر جلسہ سیرت النبی ؐ منعقد کیا جسکی صدارت مکرم سید عبیدالسلام صاحب صدر جماعت نے کی۔ قرآن مجید کی تلاوت اور نظموں کے علاوہ آنحضرت صلعم کی سیرت، اسوہ و اخلاق پر دلنشین انداز سے متعدد تقاریر ہوئیں۔ جلسہ میں غیر احمدی و غیر مسلم دوست اور علماء کثرت سے شریک ہوئے اور ایک ہی سٹیج سے احمدی اور اہل سنت والجماعت کے مقررین نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دلچسپ انداز سے تقاریر کیں۔ جناب مولانا محمد یونس صاحب فاضل قاسمی غیر احمدی دیوبندی عالم نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔

اجلاس کے دوران مکرم میر عبدالرحیم صاحب سیکرٹری مال نے حاضرین کی چائے سے تواضع اور آخر پر شیرینی تقسیم کی نیز تمام دوستوں کو پر تکلف کھانا کھلا کر اپنے نئے مکان کا افتتاح کیا فجزاہم اللہ احسن الجزا

(سید انورالدین قائد مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ)

جلسہ ہائے یوم مصلح موعود رضؓ

بفضلہ تعالیٰ امسال بھی جماعتہائے احمدیہ بھارت نے ماہ فروری میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ بڑے جوش و خروش اور شاندار طریق سے منعقد کیا اور مقامی جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے خوشکن تفصیلی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان جلسوں میں حصہ لینے والوں اور شرکت کرنے والوں کے علم و ایمان میں برکت عطا فرمائے۔ تنگی صفحات کی وجہ سے ایسی جماعتوں کے نام ہی شائع کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

جماعت احمدیہ قادیان، مدراس، شاہجہانپور، جموں، ناصر آباد (کشمیر)، شموگہ، چنتہ کنٹہ، مرکرہ، بنارس، کلکتہ، آسنور، یادگیر، وڈان، جمشید پور، عثمان آباد، کانپور، کلبرگہ، گنگ ساگر، پٹنہ، نرگاؤں، بمبئی، آرہ، آنڑا پورم، ہسری، موسیٰ بنی مائنز، مواٹو پڑا، بیجاپور، منارگھاٹ، بنگال۔ لجنہ اماء اللہ قادیان، ظہیر آباد، ساگر، کانپور، کوسمبی، بھدرک، مسکرا، یادگیر، بلاری۔ خدام الاحمدیہ ناصر آباد۔ یاری پورہ

بقیہ صفحہ ۱۴

بہرحال وہ جھوٹ کو واجب قرار دیتے ہیں تو حق کو زندہ کرنے کی خاطر لیکن ان لدھیانوی مولوی صاحب کا تو عجیب حال ہے کہ جھوٹ حق کو زندہ کرنے کیلئے نہیں بلکہ حق کو مارنے کی خاطر بولتے ہیں۔ اور اتنا بولتے ہیں کہ کوئی حساب نہیں رہتا۔

ایک بار پھر ہم خدائے واحد و یگانہ اور اس کی جبروت کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہمارے عقائد وہی ہیں اور ان کے سوا کچھ نہیں۔ جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو عطا کئے اور جن کا خلاصہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے حسب ذیل الفاظ میں بیان فرمایا کہ

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۳۷ طبع اول روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

دعائے مغفرت

۱۔ افسوس! محترم محمد ابراہیم صاحب ریٹائرڈ ڈی ۔ ایس ۔ پی سابق صدر جماعت احمدیہ پینکال مورخہ ۱۲/۲/۹۲ کی رات تقریباً سوا چار بجے ہارٹ فیل ہو جانے سے وفات پا گئے ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔

آپ ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے اور پیدائشی احمدی تھے ۔ تقریباً ۱۵ سال جماعت احمدیہ پینکال کے صدر کی حیثیت سے خوش اسلوبی کے ساتھ کام کیا ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور خلافت احمدیہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خادمان سلسلہ احمدیہ سے بہت محبت کرتے تھے دینی اور دنیاوی علوم سے مالا مال تھے ۔ نہایت زیرک اور صائب الرائے انسان تھے علاقہ کے ہندو احباب بھی آپ سے محبت رکھتے تھے ۔ آپ کے دور صدارت میں مسجد احمدیہ پینکال کا افتتاح ہوا اس طرح مسجد کی توسیع اور دو منزلہ عمارت کا کام آپ کی کوشش سے مکمل ہوا ۔ آپ کے ذریعہ پینکال کی جماعت منظم اور مضبوط ہوئی ۔ قرب وجوار میں بذریعہ جلسہ اور وفود بھجوا کر تبلیغ کو وسعت دی گئی ۔ آخری دم تک جماعت کی ترقیات کے لئے کوشاں رہے ۔

نماز جنازہ کے وقت کافی تعداد میں ہندو اور مسلمان حاضر تھے ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے ۔ اور جنت میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے ۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے آمین ۔ (عبد الباسط خان صوبائی امیر اڑیسہ)

۲۔ افسوس! میری اہلیہ سیدہ فہمیدہ بخاری صاحبہ ۲۷ر نومبر ۹۲ء بروز جمعہ قریباً ۱۱ بجے شب ہارٹ اٹیک کے سبب گلشن اقبال کراچی میں وفات پا گئیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ کی عمر ۶۵ برس تھی اور وہ سید دلاور شاہ بخاری ایڈیٹر قدیم انگلش روزنامہ "مسلم آؤٹ لک" لاہور کی بیٹی تھیں بعد وفات ۲۹ر نومبر کو بعد نماز ظہر آرمی قبرستان کراچی میں تدفین ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

(غم زدہ ریٹائرڈ میجر سید محمود احمد شاہ کراچی)

۳۔ افسوس! محترمہ نعیمہ طاہرہ صاحبہ اہلیہ برادرم سید بشیر عالم صاحب کلکتہ ۶ ماہ سے سینے کے کینسر CANCER اور پیٹ کے ٹیومر TUMER مرض میں مبتلا رہ کر اس دار فانی سے رحلت کر گئیں ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ کلکتہ کے مقامی اسکول مولانا آزاد گرلز اسکول ۔ میٹا برج میں ہیڈ مسٹریس اور مولانا محمد سلیم صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ کی سب سے بڑی اولاد تھیں مرحومہ بہت ملنسار ۔ خلیق ۔ اور بہت اچھی منتظم تھیں ۔ اسکول کا وقار روز افزوں ترقی پر تھا ۔ باوجود احمدی ہونے کے اسکول کی بچیاں دیگر استانیاں اسکول کمیٹی سب ہی آپ سے بہت خوش اور آپ کو چاہنے والے تھے ۔ مسجد میں نماز جنازہ ادا کی گئی بعد نماز جنازہ مرحومہ کی نعش وارثین بھاگلپور لے گئے موصیہ ہونے کی وجہ سے امانتاً دفن کی گئیں ۔ احباب کرام دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے ۔

(محمد فیروز الدین انور سیکرٹری تعلیم وتربیت کلکتہ)

۴۔ افسوس! مکرم تجمل حسین صاحب ڈبرو گڑھ آسام ۳۱ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو رات ۹ بجے وفات پا گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مرحوم مخلص احمدی تھے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے ۔ (سید طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ ڈبرو گڑھ)

۵۔ خاکسار کے ماموں چوہدری غلام یٰسین صاحب ۲۵ر جنوری ۹۳ء کو ربوہ میں وفات پا گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون مرحوم واقف زندگی تھے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ نے امریکہ میں بطور مبلغ بھجوایا تھا تبلیغی میدان میں زیادہ وقت نیو یارک میں گذارا امریکہ میں کچھ عرصہ مبلغ انچارج بھی رہے فلپائن میں بھی دعوت حق کے فرائض ادا کرتے رہے ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ رہائش پذیر ہو گئے ۔ آپ حضرت میاں قمر الدین صاحب واصلباتی نویس یکے از اصحاب ۳۱۳ کے بیٹے تھے مرحوم کی مغفرت ۔ بلندی درجات اور سب لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے ۔

(چوہدری محمد ادریس ابن حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیل مرحوم)

۶۔ افسوس! مسماۃ نعیم النساء صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ مسعود احمد صاحب انیس معلم وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان ۲۹ر جنوری ۱۹۹۳ء بروز جمعۃ المبارک شام چھ بجے حیدر آباد میں وفات پا گئیں ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۳۰ر جنوری ۹۳ء بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ فلک نما حیدر آباد میں نماز جنازہ ہوئی اور پھر احمدیہ قبرستان سکندر آباد میں محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صوبائی امیر آندھرا پردیش نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ بعد تدفین دعا کرائی اور امانتاً تدفین عمل میں آئی ۔ مرحومہ متقی محرمات سے پرہیز کرنے والی تھیں سچی اور صاف مسلمان تھیں ۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے ۔ نیز جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے (ادارہ)

۷۔ مورخہ ۱/۱/۹۲ کو ٹھیک ۵ بجے شام ایک مخلص اور احمدیت پر آخری سانس تک قائم رہنے والے وہ بھی ایک دیہات میں اپنی زندگی بسر کرنے والے نماز کے پابند محترم عبد الغفور صاحب بادل بوناز انتقال کر گئے ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ تیماپور سے جماعتی دوست بوناز گئے ہوئے تھے ان کی تدفین شام ½ ۶ بجے عمل میں آئی ۔

(کے شفیق احمدی تیماپور)

۸۔ افسوس کہ میرے شوہر شیخ عبد الرحمان مرحوم آف مونگھیر ۶ر نومبر ۹۲ء بروز جمعۃ المبارک اچانک بعارضہ قلب دار فانی سے رحلت کر گئے ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون مرحوم غنتی ملنسار سنجیدہ سلسلہ کے لئے نہایت ہی درد رکھنے والے جماعت کے ہر چھوٹے بڑے سے پیار کرنیوالے وجود تھے جماعتی چندوں میں باقاعدہ حصہ لیتے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور حامی وناصر ہو ۔ (رضیہ خاتون دیوان ساہی مونگھیر)

۹۔ افسوس! مکرمہ صفیہ بی صاحبہ زوجہ مکرم شیخ محی الدین صاحب آف شیموگہ لمبی علالت کے بعد مورخہ ۱۵/۱ کو وفات پا گئیں ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ منکسر المزاج سلسلہ کی فدائی اور لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں پورے لگن سے حصہ لینے والی اور صوم صلوٰۃ کی پابند تھیں مرحومہ کی بلندی درجات اور جملہ پسماندگان کے صبر جمیل کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے مرحومہ کے بیٹے مکرم شیخ مبین احمد صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کے ایصال ثواب کے لئے اعانت بدر وصدقہ فنڈ میں مبلغ ۵۰/- روپے ادا کئے ہیں ۔ (مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ شیموگہ)

دورہ مکرم مولوی محمد طاہر صاحب انسپکٹر بیت المال

جملہ جماعت ہائے احمدیہ یو ۔ پی ۔ بہار ۔ راجستھان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد طاہر صاحب انسپکٹر بیت المال آمد مورخہ ۲۷/۴/۹۳ سے تشخیص بجٹ ، وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں ۔

جملہ عہدیداران جماعت ومبلغین کرام سے درخواست ہے کہ انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ کما حقہٗ تعاون دے کر ممنون فرماویں ۔ رسیدگی کی اطلاع بر وقت جماعتوں کو دے دی جائے گی ۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

ایک ضروری تصحیح

نظارت دعوت وتبلیغ قادیان کی جانب سے کئی سال قبل شائع شدہ "اسلامی نماز" اور "دعائیہ سیٹ" ہر دو کتب مکرم محمد اعظم صاحب اکسیر (واقف زندگی) ربوہ کی تالیفات ہیں ۔ جبکہ "اسلامی نماز" کے سرورق اور "دعائیہ سیٹ" کے صفحہ ۱۶ پر مرتب کا نام بشیر احمد دہلوی لکھا گیا ہے ۔ جو درست نہیں ۔ نظارت دعوت وتبلیغ اس فروگذاشت کے لئے تہہ دل سے معذرت خواہ ہے ۔ احباب کرام اپنے ذاتی نسخوں میں اس غلطی کی تصحیح فرما لیں ۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

خلاصہ خطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا وہ لوگ جو اِن آیات کا حقیقی مفہوم سمجھتے ہیں وہ نظامِ جماعت کے مقابل پر کبھی بھی تکبّر کا شکار نہیں ہوتے۔ بلکہ ہمیشہ اطاعت میں اُن کی گردنیں جھکی رہتی ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے اندر شیطان ہے وہ ہمیشہ اپنی جھوٹی اَنا کی خاطر نظامِ جماعت کے مقابل پر سر اُٹھاتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس تکبّر کے نتیجہ میں ان کی تمام مثبت صلاحیتیں خاک میں مل جاتی ہیں۔ ایسے لوگ نظامِ جماعت میں شامل رہ کر بھی اُسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور اقدس نے فرمایا کہ اطاعت و انکسار کی اعلیٰ صلاحیتیں دراصل ابتلاء کے وقت ظاہر ہوتی ہیں۔ بظاہر ایک شخص نہایت فرمانبردار اور منکسر المزاج ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی ابتلاء آجائے یا عُہدوں سے معزول کر دیا جائے تو اُس وقت اُس کی انانیت اور تکبّر کھُل کر سامنے آجاتے ہیں۔ اور پھر ظاہر ہوجاتا ہے کہ وہ کس فطرت کا آدمی تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان ہر انسان کے رگ و پے میں دوڑ رہا ہے۔ اسی لئے قرآنِ مجید میں یہ دُعا سکھائی گئی ہے کہ اَے خُدا ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

حضور نے فرمایا طاقت کے بغیر دُنیا کا کوئی نظام نہیں چل سکتا۔ لیکن ہر طاقت میں دو پہلو ہیں۔ ایک خیر کا پہلو ہے اور ایک شر کا پہلو ہے۔ تم اپنی طاقتوں کو اگر خدا کی نمائندگی میں سجدہ ریز کر دو گے اور تمہاری طاقتیں اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کے پیدا کردہ نظام کے تابع ہوجائیں گی تو اُن سے عظیم الشان کام سرانجام پائیں گے۔ لیکن اگر تم اطاعت کی حد سے باہر نکل گئے تو پھر "فَاخْرُجْ مِنْهَا" میں یہ پیغام ہے کہ تمام اعلیٰ صلاحیتوں سے تُم کو خارج کر دیا جائے گا۔ پس نظامِ جماعت کے اس پہلو کو سمجھیں اور اپنی اطاعت کی حفاظت کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ کون ہے جسے نظامِ جماعت کی نمائندگی دی گئی ہے۔ بلکہ یہ دیکھیں کہ کس نے یہ نمائندگی دی ہے۔ اور یہ کس کی نمائندگی کر رہا ہے۔

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تواضع اور انکسار کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ رفعتیں عطا کرتا ہے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو بتدریج ساتویں آسمان تک رفعتیں عطا فرماتا ہے۔ پس اپنے اندر تواضع پیدا کرو انکسار پیدا کرو۔ اطاعت کے جذبہ کو فروغ دو۔ یہی وجہ ہے کہ مَیں نے بارہا احبابِ جماعت کو نصیحت کی ہے کہ وہ لوگ جو نظامِ جماعت کے باغی ہیں اُن سے مُنہ موڑ لو۔ یہ لوگ جن جماعتوں میں "رَجِیْم" کی شکل میں (یعنی دھتکارے ہوئے) رہیں گے وہاں ہمیشہ نظامِ جماعت ترقی کرتا رہے گا۔ پس خُدا کے بندے وہی ہیں جو نظامِ جماعت کی تائید کرتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی تعلقات اپنی دوستیوں اور اپنے رشتوں سب چیزوں کو بھُلا کر محض خُدا کے بندے ہو کر وہ ہمیشہ خُدا کے نظام کی حفاظت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احبابِ جماعت اپنے جان و دِل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں کامیابی اور معجزانہ حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں ۔۔

اداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

ایک زمانہ میں جب سوویت یونین ایک بین الاقوامی طاقت تھا تب تو اقوام متحدہ کا کردار ایک غنیمت تھا۔ لیکن اب جبکہ دُنیا طاقت کا توازن بُری طرح کھو چکی ہے، اقوام متحدہ جیسا عالمی اِدارہ بھی یورپ و امریکہ کے جابرانہ تسلّط کے سایہ میں اپنی زندگی کے بقیہ ایام گزار رہا ہے۔ اب یورپ و امریکہ جس کو انسانی ہمدردی کہیں، اقوام متحدہ کے نزدیک وہی انسانی ہمدردی ہے۔ اور جن انسانوں کے متعلق وہ یہ فیصلہ کرلیں کہ اُن کی نسل تو کیا اُن کی ہستی کو اِس دُنیا سے ملیامیٹ کیا جانا ہے، اس کے نزدیک وہ لوگ خدا کی اس سرزمین پر سانس لینے کے بھی قابل نہیں۔ جیسا کہ ہم نے ابتدائے گفتگو میں بتایا تھا کہ یورپ میں بعض جگہوں پر نسلی و مذہبی انتہاپسندی عروج پر ہونے کے باوجود اِس لئے نظروں سے غائب ہے کہ وہ مصنوعی انسانی ہمدردی کے خوبصورت پردوں میں لپٹی ہوئی ہے تو دراصل ان پردوں میں ایک خوبصورت پردہ اقوام متحدہ کا بھی ہے۔ جس کے پیچھے اقوام متحدہ کے وقار کے نام پر اُن فیصلوں کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے جو اپنے مفاد میں ہوں۔ اور وہ فیصلے جو حق میں نہ ہوں انہیں نہایت حقارت سے پیروں تلے مسل دیا جاتا ہے۔ اسی آڑ میں امریکہ کے وزیرِ خارجہ یہاں تک بڑھ گئے کہ گزشتہ ہفتہ اپنے ایک بیان میں انہوں نے ایران کو بین الاقوامی ڈاکو تک کہہ دیا۔ اور اسی آڑ میں بین الاقوامی قوانین کو نظر انداز کرتے ہوئے لیبیا کے ہوائی قزاقوں کا لیبیا سے پُرتشدد مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

بے شک اہلِ یورپ و امریکہ کہہ سکتے ہیں کہ مشرق میں بھی تو انتہاپسندانہ جذبات پائے جاتے ہیں، لیکن ہمیں کہنے دیجئے کہ یہ تمام سبق اہلِ مشرق نے مغرب سے ہی سیکھا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اہلِ مغرب انتہاپسند ہو کر بھی منظرِ عام پر نہیں آتے۔ اور اہلِ مشرق اپنی بے وقوفی کی وجہ سے کم ہو کر زیادہ مشہور ہو جاتے ہیں۔ لیکن جماعتِ احمدیہ تو ہر طرف کی انتہا پسندانہ ذہنیت، اور مذہبی جُنونیت کی پُرزور مذمت کرتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی جماعتِ احمدیہ یہ نصیحت کرتی ہے کہ دُنیا سے یہ افراتفری اور بے چینی اُس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک اہلِ دُنیا خدا کی طرف سے آنے والے مامور و مُرسل داعیٔ اِسلام حضرت امام ربّانی مسیح موعُود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دل و جان سے تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ اِس وقت دُنیا کی تمام تر فلاح و نجات اسلام کے امن بخش اُصولوں کو تسلیم کر لینے میں ہی ہے۔ اِسی سے دُنیا میں صحیح امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور اسی کے نتیجہ میں دُنیا کو قومی و عالمی انصاف نصیب ہو سکتا ہے ۔۔

(مُنیر احمد خادم)

قادیان کے نئے فون نمبر

قادیان میں ELECTRONIC TELEPHONE EXCHANGE لگ گئی ہے جس نے مورخہ 25/3/93 بروز عید الفطر سے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس مشین میں IN COMING FACILITY موجود ہے۔ یعنی بیرونِ قادیان اور بیرونِ ہندوستان سے براہِ راست قادیان کا STD CODE مِلا کر بات کی جا سکتی ہے۔

(۱) — بیرونِ قادیان لیکن ہندوستان کے اندر قادیان کا STD CODE یہ ہوگا:-
01872 اس نمبر کو ڈائل کرنے کے بعد متعلقہ ٹیلیفون نمبر ڈائل کرنے سے سیدھی قادیان بات ہو سکے گی۔

(۲) — بیرونِ ہند سے قادیان کا STD CODE اس طرح ہوگا۔
0091 — 1872 اِس طرح اب ہر طرف سے DIRECT قادیان بات ہو سکتی ہے۔

نئی ٹیلیفون EXCHANGE لگ جانے سے قادیان کے جملہ ٹیلیفون نمبر تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور گزشتہ نمبروں کے ساتھ 2000 گنتی مزید شامل کر دی گئی ہے۔ جس طرح دفتر اُمورِ عامہ کا فون نمبر 35 تھا۔ اب 35 + 2000 = 2035 ہو گیا ہے۔ اِسی طرح باقی ۳

۳ ٹیلیفون نمبر تبدیل ہو چکے ہیں۔ جماعتی ٹیلی فون نمبروں کے علاوہ بعض دیگر ٹیلیفون نمبروں کی فہرست ذیل میں درج کی جا رہی ہے :-

۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت	2036 — 01872
۲۔ دفتر اُمورِ عامہ قادیان	2035 — 01872
۳۔ دفتر امورِ عامہ قادیان (دفتری اوقات میں)	2105 — 01872
۴۔ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان (دفتری اوقات میں)	2139 — 01872
۵۔ دفتر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان 〃 〃	2186 — 01872
۶۔ مکان مکرم سعادت احمد صاحب جاوید	2229 — 01872
۷۔ مکان مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش	2286 — 01872
۸۔ مکان مکرم چوہدری عمر دین خان صاحب درویش	2091 — 01872
۹۔ مکان مکرم چوہدری مبارک علی صاحب درویش	2191 — 01872
۱۰۔ مکرم پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ MLA ابن سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ (LATE)	2054 — 01872
۱۱۔ مکرم ترپت راجندر سنگھ صاحب باجوہ MLA	2061 — 01872
۱۲۔ POLICE STATION QADIAN	2022 — 01872

ناظر اُمورِ عامہ قادیان

باشرح چندہ جات کی ادائیگی
ہر احمدی کا قومی فریضہ ہے!

امتحان دینی نصاب برائے سال ۹۴-۱۹۹۳ء

(الف) نصاب برائے مبلّغین کرام : { اسلامی اصول کی فلاسفی (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(ب) نصاب برائے معلّمین کرام : { انفاخ قدسیہ (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(ج) تفصیل نصاب برائے کارکنان درجہ اوّل۔ دوئم وسوئم :

(i)۔ قرآن کریم :۔ بامحاورہ ترجمہ قرآن کریم۔ چودھواں پارہ نصف آخر۔
(ii)۔ علم الکلام :۔ تقریریں از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
(iii)۔ انٹرویو :۔ تلاوت قرآن مجید۔ نماز جنازہ کی دعا۔ نماز باترجمہ۔ اذان کے بعد کی دعا۔ مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا۔ دعائے قنوت۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے تین تین دلائل۔ خلفائے احمدیت کی طرف سے جاری فرمودہ تحریکات۔

اطلاع : تمام مبلّغین ومعلّمین اور تینوں انجمنوں کے کارکنان درجہ اوّل، دوئم اور سوئم کا یہ امتحان ۱۳ احسان ۱۳۷۲ ہش بمطابق ۱۳ جون ۱۹۹۳ء کو ہوگا۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

آل اُترپردیش صوبائی کانفرنس

جملہ جماعت ہائے احمدیہ اُترپردیش کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال صوبائی کانفرنس اُترپردیش مورخہ ۲۵، ۲۶ ستمبر ۱۹۹۳ء بروز اتوار وسوموار راٹھ میں منعقد ہوگی۔ اس سلسلہ میں درج ذیل پتہ پر مکرم انوار محمد صاحب راٹھ صدر استقبالیہ کمیٹی سے خط وکتابت کریں۔

پتہ :۔

مکرم انوار محمد صاحب احمدی
AHMADI BROTHERS, KOT BAZAR
RATH – 21043, Distt.:- HAMIRPUR (U.P.)

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

بدر کا "خلافت نمبر"

بدر کا ۱۳ مئی کا شمارہ "خلافت نمبر" ہوگا۔ مضمون نگار حضرات اور شعراء کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین اور نظمیں یکم مئی تک ضرور سپرد ڈاک کردیں۔ جزاکم اللہ۔ (ادارہ)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر :۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
PHONE :- 04524 — 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SH. GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS – EXPORTERS – IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992 — 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF:- 6378622 RESI:- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099.

ارشاد نبوی
اِحفظ لسانک
(تو اپنی زبان کی حفاظت کر)
—(منجانب)—
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا :۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔"
—(کشتی نوح)—
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں :۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربرشیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
—(پیشکش)—
بانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز :۔
43-4028-5137-5206